

موجیم کہ آسودگی ماعدم ما است  
ما زنده از انیم کہ آرام نہ گیریم  
جملہ حقوق کتاب ہذا بنام مصنف محفوظ است

# حشیافغانستان

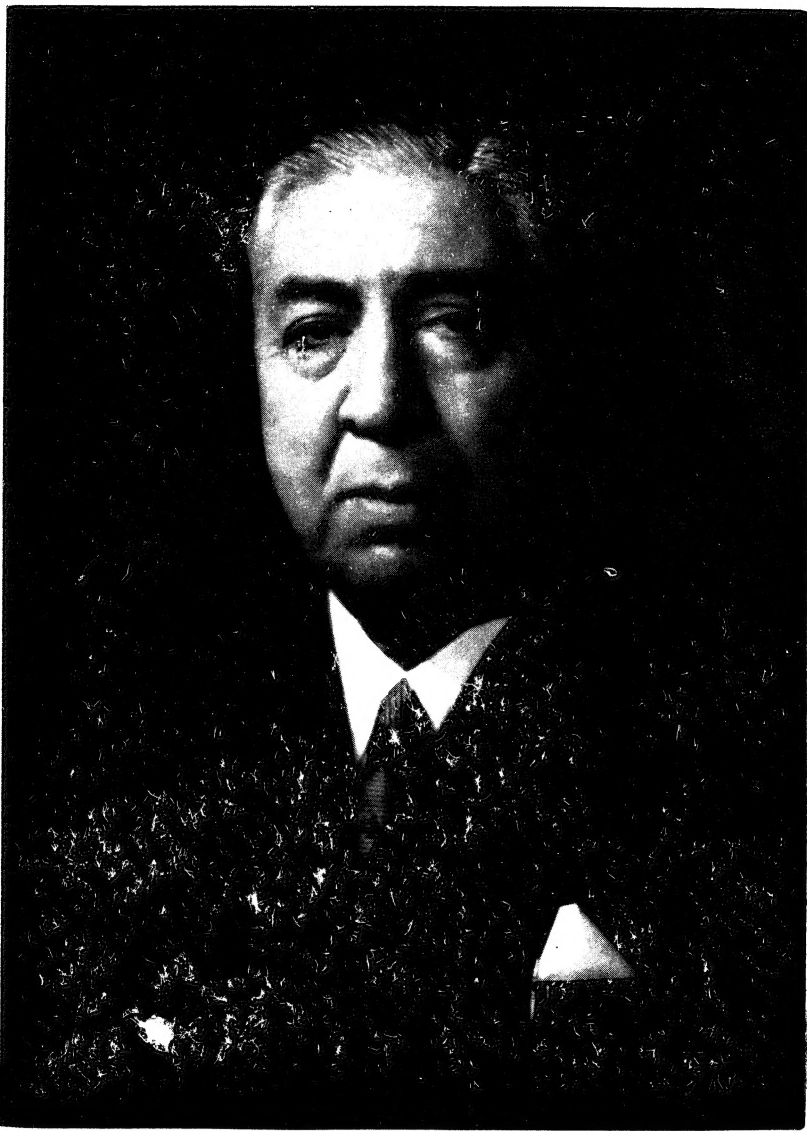
مصنف

میر صاحبزادہ نور محمد شاہ مصنف نور کھستان

ایبٹ آباد یکم اگست ۱۹۵۸ء

قیمت پانچ روپے

منظور عام پریس پشاور میں چھپوایا گیا



میجر صاحبزاده نور محمد شاه مصطفی کتاف



1

# فہرست مضامین

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱	انتساب	۷
۲	حرف آغاز	۸
۳	تیاری سفر کابل	۱۱
۴	ورود کابل	۱۳
۵	ملاقات با احباب و دوستان در کابل	۱۸
۶	غزیمیت بطرف ترکستان بغرض زیارت مزار شریف حضرت شاہ ولایت -	۲۲
۷	بر سبیل تذکرہ	۲۳
۸	لطیفہ جیلہ شرعی	۳۱
۹	تازہ یانہ عبرت	۳۵
۱۰	یک نقل تازہ -	۴۰

صفحہ	نام مضمون	نمبر
۴۹	حکایت ذوالنون مصری	۱۱
۵۱	درس بصیرت	۱۲
۵۶	چند سخن ہائے گفتنی راجع بہ جمہوریت -	۱۳
۶۲	ہاز آدم بر سر داستان -	۱۴
۶۹	مقام کابل	۱۵
۷۳	سیر کوہستان -	۱۶
۷۹	ملاقات با اعزہ و اقارب -	۱۷
۹۵	مراجعت بطرف کابل از کوہستان -	۱۸
۱۰۱	شرف باریابی بہ حضور اعلیٰ حضرت ہمالیوی -	۱۹
۱۱۸	سفر از کابل تا پشاور -	۲۰
۱۲۳	شرفاء سردار عبدالرشید خان -	۲۱
۱۲۴	حالات خاندان سردار عبدالرشید خان و نواب مظفر علی خان قزلباش	۲۲
۱۲۷	پشیرفت نسیم -	۲۳



صفحه	نام مضمون	شماره
۱۲۹	پیغام دوست محترم سردار فیض محمد خان از حجاز	۲۴
۱۳۱	دو عدد تحالف والا حضرت شاه ولی خان غازی -	۲۵
۱۴۱	ضمیمه -	۲۶
۱۴۲	خاموش انقلاب نظم حضرت کوکب تبریزی -	۲۷
۱۴۹	فوائد اتفاق -	۲۸
۱۵۸	یاد ایام طفلی -	۲۹
۱۶۱	واقعه جانشینی اقبال محمد جان -	۳۰
۱۷۵	سند استاد -	۳۱
۱۷۷	الغیب عند الله -	۳۲
۱۸۰	نگهداشت حافظ حقیقی -	۳۳
۱۸۸	یک واقعه قدیم -	۳۴
۱۹۸	جشن میت در ملک ما -	۳۵
۲۰۳	یک ضروری گذارش -	۳۶
۲۰۵	ترجمه کلام اقبال -	۳۷
۲۰۷	تعلیم جدید مسلمانان در حاضر -	۳۸

نمبر شمار	نام مضمون	صفحه
۳۹	حالات قوم هزاره افغانستان	۲۰۹

## تصاویر

- ۱ صاحبزاده میجر نور محمد شاه مصنف کتاب هزار
- ۲ عالیجناب جرنیل محمد ایوب خان .
- ۳ امیر حبیب اللہ خان المعروف بہ بچہ ستاؤ .
- ۴ اعلیحضرت محمد ظاہر شاہ . پادشاہ افغانستان .
- ۵ اعلیحضرت محمد نادر شاہ شہید . بیوم والا حضرتین  
شاہ ولی خان و شاہ محمود خان .

موجیم کہ آسود گئی مایم ما است  
ما زندہ از آنیم کہ آرام نہ گیریم

# سیاحت افغانستان

تصنیف: صاحبزادہ نور محمد شاہ مصنف نور کھستان

ایبٹ آباد یکم اگست ۱۹۵۸ء



محترم جنرل محمد ایوب خان صدر پاکستان

# انتساب

من این تصنیف خود را بنام دوست  
محترم قدروان علم و مہر خبر نزل محمد ایوب خان  
سپہ سالار عساکر پاکستان  
معنون مے نمایم

ایبٹ آباد یکم اگست ۱۹۵۸ء

مصنف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حروف آغاز :-

خوشاوقتی و خرم روزگارے  
 کہ بعد از صد ہزاران انتظارے  
 کسے روئے وطن را باز بیند  
 چو بلبل روئے گل را در بہارے  
 از مدت ہائے مدید خواہش داشتم کہ یک بار قبل از  
 وفات ملک و املاک و جائے پیدائش خود را بینم۔ اما ہیج  
 صورت بر آمدن این آئندہ بہ نظر نہ ہے آمد کہ آیا حکومت  
 موجودہ اجازتہ خواہد داد یا نہ مگر بفحوائے کُلِّ اَمْرِ مَن هُوَ  
 بِاَوْقَاتِهَا اتَّفَقا در ماہ فروری ۱۳۵۷ء میلادی برائے  
 سیر و تفریح عازم لاہور شدم و بہ منزل بر خور دار عزیز  
 سردار عبدالرشید خان وزیر اعلیٰ پاکستان غریب مقیم  
 بودم۔ در ہمان ایام بر خور دار ہزار کسینسی محمد اسلم خان خٹک

سفر کبیر دولت پاکستان در افغانستان نیز مہمان سردار  
 ناکور بود۔ یک ہفتہ یک جا بودیم۔ بہ دوران گفتگو این  
 آرزوئے دیدن وطن ہم در میان آمد۔ سفر مذکور کہ خدائے  
 بزرگ و برتر در عمر و عزتش بیفزاید مرا مانند عموئے  
 خود می گمارد گفت من سعی و کوشش خود را بکار آورده  
 این آرزوئے دیرینہ شمارا خواہم بہ آورد۔

بعد از یک ہفتہ سفر مذکور بہ کابل مراجعت  
 نمود و من بہ پشاور رسیدیم۔ چند روز گذشتہ بود  
 کہ از کابل تلفراف سفر صاحب موصوف رسید کہ  
 وزارت خارجہ افغانستان راجع بہ آمدن شما  
 اجازہ داده و بہ توفصل خود کہ در پشاور مقیم است  
 امر فرمودہ کہ مشاراً الیہ بہ شما ویزا بدہد۔ چہ قدر  
 خوشنود و مسرور شدم کہ خدائے کار ساز برائے  
 من سبب پیداکرد کہ بعد از موعده شصت و شش  
 سال وطن عزیز و قوم و قبیلہ خود را ببینم

لِلّٰهِ مَا قَالِ

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر  
خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر  
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی مے کرد  
مے گفت گد ابو دین کنگان خوشتر

حالات بیرون شدن ما از وطن در سال ۱۹۹۳ء  
میلادی در کتاب نور کہستان بالتفصیل درج  
است کہ بہ ناظرین روشن و مہرمن خواہد شد۔  
مختصر اینکہ از حکومت پاکستان پاسپورت  
گرفتم و مادہ سفر شدم۔ ویزہ ہم شد حالا دریں  
منکر افتادم کہ بہ موٹر شخصی خود بردم یا بہ موٹر  
کہ ایہ کسے مے گفت کہ راہ کابل خیلہ خراب است  
بہ موٹر شخصی خود سفر نہ کنید۔ کہ در بین راہ  
خراب خواہد شد۔ کسے مے گفت کہ راہ کابل  
پیچ خرابی ندارد۔ بہتر ہمیں است کہ در موٹر شخصی



خود سفر کنید۔ خلاصہ اینکه ہر وہاں و ہر خبر۔ اطمینان  
درست کسے نہ مے داد۔ در ہمیں پس و پیش  
ولیت و لعل بودم کہ یک دوست محترم چل  
سالہ ام موسیو گائے پارسی کہ ایجنٹ سائر سفارت  
ہائے خارجہ مقیم افغانستان است و دارائے  
واقفیت ہائے زیاد است۔ مرارائے داد کہ سواری  
جیب بہتر است۔ من برایت انتظام مے کنم۔

## تیاری سفر کابل

پانزدہم ماہ جون سال ۱۹۵۸ عیسوی ساعت  
(۹) نہ دقیقہ صبح در اطاق خوشستہ بودم پسر مایم وزیر  
زادہ محمد یوسف خان نیز تشریف داشتند کہ اردئی  
دپتی کمشنر پشاور پیغام آورد کہ از کراچی ساعت  
نہ و چل پنج دقیقہ سردار عب الریشہ خان وزیر صنعت  
مرکز پاکستان در طیارہ از کراچی بہ پشاور مے رسد۔

شما بہمراہ موصوف بہ کابل مے روید۔ تیار ہاشید۔  
 گفتم خیلے خوب۔ وزیر زادہ موصوف گفت من  
 حیرانم کہ چل و پنج دقیقہ چگونہ تیار می شوی؟ گفتم  
 من بسیار سفر ہا کردہ ام۔ مشق دارم۔ چنانچہ تیار  
 شدہ وقتیکہ در میدان طیارہ رسیدم۔ طیارہ کہ از کراچی  
 آمدہ بود ہم نمودار شد۔ درین طیارہ سردار عبدالرشید۔  
 خان وزیر صنعت مرکزی۔ محمد اسلم خان خٹک سفیر  
 کبیر پاکستان و خان عطاء اللہ خان سکتر امور قبائل  
 و میاں ارشاد حسین صاحب جہانت سکتر امور  
 خارجہ پاکستان و سمیع الدین خان مدیر حمل و نقل  
 آمدہ بودند۔ با ہم ملاقات کردہ بہمراہ ایشان در طیارہ  
 نشستم طیارہ پرواز نمود۔ این مرحمت خدا و لطف  
 وزیر صاحب موصوف بودہ کہ در ۴۵ دقیقہ بے زحمت  
 و تکلیف در میدان طیارہ (خواجہ رواش) کابل فرود  
 آمدیم من بار ہا تا تورخم سرحد افغانستان رفتہ ام

خیال داشتیم کہ پس از عبور کوہ "تاترہ" علاقہ میدانی  
خواہد بود۔ لکن در طیارہ دیدہ شد کہ تا جلال آباد۔ طیارہ  
بسیار کو بار بار عبور مے کند۔

## ورود کابل

میدان طیارہ کابل اسفالت ناشدہ و خام است۔ برائے  
پیشوائی این وفد تجارتی کہ رئیس آن سردار عبدالرشید  
خان بودہ۔ تمام عملہ سفارتخانہ پاکستان و از طرف حکومت  
افغانستان سردار غلام محمد خان وزیر صنعت و از طرف  
وزارت خارجہ آقائے زلمی خان پسر والا حضرت فیلڈ  
مارشل سردار شاہ محمود خان غازی تشریف آورده بودند۔  
خوش آمدید گفتہ باہم مصافحہ و معافقہ کردیم۔ چونکہ آقائے  
زلمی خان مرا پیشتر در گورنمنٹ ہاؤس پشاور دیدہ و شناسا  
بودہ۔ ہامن زیادہ تر توجہ و مہربانی را اظہار داشتہ تلمطہ  
خاص نمودند۔ ما جملہ مہان ہا در موٹر ہانشتہ جانب

مہمان خانہ دارالامان حرکت نمودیم۔

ازین مقام تا دارالامان یک سرک خیلے کشادہ است۔  
 کہ چار موٹر بلا متکلف پہلو بہ پہلو می توانند حرکت بکنند۔  
 ہر دو جانب سرک - درخت ہائے سرسبز  
 سر بہ بالا کشیدہ ہر آئینہ و روند را دعوتِ نظارہ  
 مے دہند۔ از کابل بہ فاصلہ ۱۴ میل کہ ہفت کلومیٹر  
 مے شود۔ این مہمان خانہ خیلے مرغوب و جاذب  
 توجہ است۔ فرش و فرشِ اعلا - و وفیر مہمان دار  
 ہوشمند و متواضع - خدمتگاران باادب با بولت و  
 پتلون سیاہ و پیرہن دکوت سفید بو و رگلوبستہ  
 .. من خیال داشتم کہ تعلق من بہ این وفد تا رسیدن  
 کابل بود۔ و من بہ منزل سفیر صاحب قیام خواہم کرد  
 کہ من مہمان موصوف مے باشم۔ این خیال خود  
 را بہ برخوردار عزیز عبدالغیور خان کہ نائب سفیر است  
 اظہار کردم۔ گفت نہ حکومت افغانستان شمارا نیز

بحیث مہمان دولتی شناختہ شما ہم در ہمین جا قیام خواهید  
 نمود اطاق خیلے خوبے برایم مختص منودہ۔ بہ اطاق  
 خود رفتہ مہماندار را گفتم اے برادر وطنی! ملازم ہمراہ  
 خود ندارم بدون ملازم۔ مدین پیرانہ سالی۔ نہ مے  
 توانم کار ہائے خود را سرانجام دہم۔ یک نفر  
 برایم مقرر کنید۔ گفت بسیار خوب آقا! از ہمان  
 خدمتگاران یکے را پیش من آوردہ گفت کہ  
 اسمش عبدالستار و شخصہ ہوشمند و فہیدہ  
 است تا وقتیکہ شما مدین جا مقیم ہستید۔  
 این نفر برائے اجرائے ضروریات شما معین شدہ۔  
 کلید صندوق خود را حوالہ اش کردہ گفتم۔ حالا تو مے  
 دانی و کار تو۔ اینک کالا ہا و رخت ہائے من حوالہ  
 تو این ہا را بالترتیب در الماری ہا بگذار خود رفتہ  
 بر میز طعام چاشت خیلے طعام ہائے لذیذ وطنی  
 وارد پانی ہر قسم با میوہ ہائے موسمی بہ اندازہ

وافر بالائے میز چیدہ و حاضر بود۔ از طعام فارغ  
 شدہ بہ مہماندار گفتم کہ این موسم قوت  
 است۔ شصت و شش سال گذشتہ کہ  
 با قوت شیرین و خوب وطن حلق خود را تر نہ کردہ  
 ام جواب داد آقا! فردا از دہ افغانان قوت آورہ  
 پیش تان حاضر مے کنم گفتم بالایش جغلہ  
 برف کوہی وطنی بریزی نہ کہ ماشینی۔ خندہ کردہ۔  
 خوش شد و گفت آقا! مہیہ م کہ شما ہر چیز  
 را مے فہیہ۔ ہمہ درست مے کنم۔

دویم روز قوت شیرین بمبہ تمسق میوہ  
 قنہار کہ خیلہ لذیذ و شیرین است علاوہ  
 از دیگر میوہ ہا چیدہ برایم حاضر کرد۔ از  
 سلیقہ مسندی و سخن فہمی آن خیلہ مسرور  
 و متاثر شدم۔

ارکان و فد برائے مذاکرات۔ با

نمائندگان افغانی به مجلس مذاکرات برقتند و من  
موتز گرفته برائے سیر و تفریح و دیدن بازار ہا  
و جا ہائے قدیم و جدید و ملاقات دوستان و  
عزیزان خود روانہ شدم ، من از دیدار دوستان و  
ہمقومان خود و ایشان از ملاقات من محفوظ گشتہ  
شکر خدا را بجا آوردم کہ زندہ مانده - ملک و وطن  
خود را باز دیدم -

چرا شکر خدائے خود نگویم

کہ آب رفتہ باز آمد بہ جویم

تا ساعت یک چاشت واپس بہ مہمان

خانہ آدم ہمراہان من نیز آمدہ بودند - طعام

چاشت خوردہ استراحت کردم .

آن ہا باز بکار خود مصروف شدند -

وقت عصر با ہم یک جا چائے نوشیدیم

شب در منزل سفیر پاکستان دعوت بزرگ

ترتیب داده شده بود - صاحب منصبان  
و افسران افغان نیز دین و عوت - مدعو  
بودند - تا ساعت یازده بجہ شب - در خوش  
خواهی و پرخوری و خوش اختلاطی گذشت - روز  
دویم نیز بہ همان طریق سابق -

## ملاقات با دوستان و احباب کابل

حالا از دوستان کابل ہر یک برائے  
دعوت چاشت، و شب مرحمت می نمودند -  
مجلہ آن کشاں ہا کہ طعام با آن ہا می خوردم اول سردار  
محمد کبیر خان و خانم محترمه اشش کہ ذکر شان در  
کتاب نور کہستان آمدہ با پسران و دختر عزیزش  
ایشان آن قدر تلطف و مرحمت و مہمان نوازی  
فرمودند کہ گویا من یک فرد خانوادہ ایشان بودم  
خانہ احسان شان آباد - دوم دوست عزیزم



سردار محمد رحیم جان و خانم محترمہ اش و آقائے فرید  
 جان پسرش و ہما جان دخترش و سردار محمد عتیق  
 خان و خانم محترمہ اش و دختر نجیب و عزیزش  
 سلمہ اللہ تعالیٰ و محترمہ بی بی گل سارا جان و فرزند  
 ارجمندش و کتور محمد ابراہیم جان و خواہرش سیما  
 جان بودہ۔ علاوہ ازین ملاقات با دوستان محترم  
 سردار محمد یونس جان و خانم محترمہ اش و  
 بر خور دار خلیل جان کوہستانی و آقائے سرور  
 گویا و آقائے نور احمد خان اعتمادی و خانم محترمہ  
 سردار جمیعہ خان و صدیقہ جان و دخترش و غیرہ  
 مے شد از عزیزان خودم محمد ناصر جان نواسہ عمیم  
 و بر خور دار محمد کریم جان و برادرزادہ ام محمد الیوب جان  
 کہ در کابل بودند۔ برائے دیدن من مے آمدند تاکہ  
 مردم اقربائے کوہستان کہ وطن مالوف من  
 است خبر شدہ روان دوان جانب کابل برائے

ملاقات و دیدنم رسیدہ۔ چونکہ مدین ایام در قوم پدری  
 و مادری از ہمہ محترمن مے باشم۔ مگر ریشم تراشیدہ  
 و لباس اردپائی و ربر و کلاه شامپو برس۔ باقی برادر  
 زادہ با و خویشان معمر بارش و فش۔ عمامہ با برس  
 و چونہ بائے دراز و کشال و ربر مطابق رواج ملک تسبیح ہادوست  
 و جوانان مانند من در لباس اردپائی آمدہ ہر کسے  
 از ایشان دست و پائے برابر بوسہ مے دادند۔  
 و من خود را وجہ مضحکہ مے دانستم و خندہ مے کردم۔  
 ہر چند ایشان را منع مے کردم۔ قبول نہ مے  
 کردند۔ و ہمین خواہش و درخواست مے کردند  
 کہ بہ کوہستان در جائے و خانہ خود بیایند کہ  
 بسیار مردم آرزو مند ملاقات و دیدار شما مے  
 باشند۔ من خود ہم شوق زیادے داشتم کہ  
 وطن عزیز خود را ببینم۔ مگر سوال این پیدا می شد  
 کہ تا بہ کوہستان چہ طور برسم؟ چار ماہ پیشتر و پشاور

افتاده بودم و بہ استخوان کمرم ضرب شدید سے  
 رسیدہ ہوں کہ باوجود ہرگونہ علاج معالجہ تا الحال -  
 زحمت و درد موجود است - سرک کوہستان تا بہ  
 چار یکار ۷۰ میل (قریباً ۸۰ کلومیٹر) فاصلہ دارد وہ  
 میل یا کم و بیش پختہ و اسفالت شدہ است -  
 و باقی تحت مرمت مے باشد - مردم مے گفتند  
 کہ بسیار خراب و چھوڑی ہاؤ کنندہ گی ہاؤ دارد -  
 سفر بے جیب امکان ندارد - من از مکان جیب  
 اندیشہ داشتہ - مردمان قوم من مے گفتند  
 کہ از آمدن خود دو روز پیشتر خبر بدہید کہ مردم  
 برائے پیشوائی شما بیائند - حاکم اعلائے کوہستان  
 کہ از قوم سید عالی نسب کنراست - سید  
 غلام نبی شاہ صاحب نیز برائے پذیرائی شما  
 خواہش دارد - از چار یکار تا قلعہ دولانہ ما - کہ  
 ۳۰ میل یا کم و زیاد مسافت دارد ہمہ پل ہاؤ

ماہ رابرمت و درست کردہ اکیم - موثر رفتہ مے  
 تواند - من تا ریخ رفتن خود را معین نہ مے کردم -  
 خواہش داشتم کہ بغیر اطلاع بر دم تا مردم از  
 زحمت پیشوائی خلاص باشند و برادر زادہ ام از زحمت  
 و تکلیف مہانداری این ہجوم و اخراجات کثیر بلا حاصل  
 مصرف برداشت نہ کند -

## عزیمت بطرف ترکستان بغرض زیارت مزار شریف حضرت شاہ ولایت

دین دوران مہمان دار دولتی بہ او تاقم آمدہ گفت  
 کہ ہمراہیان شما برائے زیارت مزار شریف حضرت  
 شاہ ولایت علی ابن ابی طالب بہ ترکستان مے  
 روند - شما ہم مے روید ؟ پرسیدم چہ طور گفت بہ طیارہ -  
 جواب دادم کہ مے روم -  
 ہنگام صبح طیارہ ما طرف ترکستان حرکت کرد

از سر کوہستان کہ وطن عزیز من است عبور کرده  
 و از اسطالاف - گل بہار - جل السراج - ریگ  
 روان چاریکار و از سر قلعه جات ما تیر شدہ و  
 بلند شدہ بر قلعہ کوه ہندو کش (ہمالیہ) کہ پر از برف  
 بودہ در بلند یی شانزودہ ہزار فٹ پرواز مے کردہ  
 ماتما شائے درہ ہائے عمیق وادی ہائے  
 گل پوش و مرغزار ہائے سرسبز و شاداب را کردہ  
 مے رفتیم۔

## برسبیل تذکرہ

آفرین بر بلند پروازی طیور مثلاً کلنگ - قرقرہ  
 و مرغابی تہ ازین بلندی ہا گذر مے کنند۔ اگر قدرے  
 ابر و باد باشد تیر شدہ مے توانند۔ واپس شدہ  
 در وادی کوہستان ہا در تالاب ہائے بزرگ کہ  
 در زبان ما نور گفتمے شوند۔ دشمن مے کنند۔



و مردم شکاری کوہستان۔ بہ افراط قسم قسم  
 شکار این ہا را مے کنند۔ بہ کنار نور خانہ لگ ساحتہ  
 و حس پوش کردہ۔ سوراخ ہائے دیوار خانہ را بہ  
 طرف نور مے گذارند۔ وقتیکہ پرندہ ہا در حوض  
 پئے مے شوند۔ چار پنج نفر تفنگچی میل تفنگ ہائے  
 خود را در سوراخ دیوار خانہ لگ گذاشتہ شصت  
 طرف طیور برابر کردہ۔ یکے از ان ہا آواز مے کند  
 ہاؤ۔ یک جا ماشہ تفنگ ہا را کش مے کنند  
 و فیر مے شود۔ بسیاری از طیور ہا کشتہ و زخمی مے  
 شوند۔ کلنگ ہائے کہ کم زخمی شدہ باشند یا آن کہ  
 بال او شکستہ باشد۔ استخوان آن بال شکستہ را  
 قطع کردہ اورا تیل داغ مے کنند۔ بعد از چند روز۔  
 آن زخم مندمل مے شود۔ اما کلنگ از پرواز ماندہ  
 در ہمان نور یا قلعہ ہا مانند مرغان خانگی گشت مے کند۔  
 بسا اوقات یک دو کلنگ خانگی را در ہمان

نور گذاشته در پایش رشته باریک بستہ - سر  
 رشته را از سوراخ خانہ لگ نور درون آوردہ  
 شکاری در دست خود مے گیرد - و قتیکہ بر آسمان  
 خیل کلنگ بسر نور مے رسد - شکاری رشته را  
 کہ بہ پائے کلنگ بستہ مے باشد - کش مے کند  
 کلنگ رشته بر پاخیزک مے زند و آواز مے کشد -  
 کلنگ ہائے آسمان برادر ہم جنس خود را دران جا دیدہ  
 در ہمان نور پائین مے شوند و در دام صیاد گرفتار  
 و کشتہ مے شوند - بقول شاعر

## عقاب

گویند کہ یک روز قوی بال عقابے  
 از قلۂ کوہے بہرید و بہوا خاست  
 ہر اوج فلک رقتہ بگفتا بہ دل خویش  
 امروز ہمہ ملک جہان زیر پر ماست

ناگاہ ز کین گاہ یکے سخت کمانے  
 تیرے بہ زہ آور دو قضا برو بہ اور است  
 زین حادثہ صعب فرو ماند بہ حیرت  
 کین آہن و این چوب ندانم ز کجا خاست  
 چون نیک نظر کرد و دید پر خویش  
 گفتا ز کہ نالیم کہ از ماست کہ بیاست

برائے بغرہ قرہ سیاہ سینہ و کنجشک صحرانی و مرغان دام  
 مے بافتد از موئے دم اسپ حلقہ حلقہ بہ یک رشته  
 استوار و مضبوط۔ آن را در زمین بہ میخ ہائے چوبی بستہ  
 چون طیور بر زمین آمدہ بہ دانہ چیدن آغاز می کنند  
 گردن شان در حلقہ بند مے شود۔ ہر قدر زیادہ مے طیند  
 حلقہ گردن شان محکم تر مے شود۔ و بہ دام صیاد گرفتار  
 مے شوند۔ بقول شاعر۔

اے دل اندر بند زلفش از گرفتاری منال  
 مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش



در موسم زمستان کہ زمین از کثرت برف سفید  
 مے باشد بعض مردم بر پشت خر جولے را از خاکستر  
 پر کرده و بیرون قریہ برده آن را بروئے برف  
 مے پاشند۔ یک قطعہ زمین سیاہ مے شود۔ اکنون ہما  
 دام را کہ از موئے دم اسب بافتہ اند و رانجا گسترده  
 دانہ ہائے ارزن را بر آن مے پاشند۔

طائر بے چارہ و گرسنہ برائے چیدن دانہ آمدہ گرفتار دام  
 مے شود۔ بہر کس کہ دانہ چید گرفتار دام شد

ہر طائرے کہ دانا و زیرک تر است این فریب کاری را  
 از دور دیدہ پروانہ مے کند و مے گریزد کما قال الشاعر  
 زہم میفکن اے شیخ! توبہ دانہ ہائے تسبیح

کہ چو مرغ زیرک آید نہ فتد بیسج داسے

در کوہستان ماکنجشاک صحرائی را بہ عدۃ صد ہا بمعہ

استخوان مے کوبند و این کوفتہ را در روغن با پیاز سرخ کردہ  
 مے گزارند این غذا خیلے لذیذ و مقوی مے باشد و رشش

ماہ زمستان کہ زمین پر از برف و موسم سردی باشد۔ مردم  
این فواح سوائے این شکار و استراحت زیر صندلی دیگر  
کار ندارند و نہ می توانند کرد۔

برائے خوراک خود در آغاز زمستان گوسفند ہائے  
چاغ را حلال کردہ پشمش را می کنند۔ پس گوشت  
آن ہا را تکہ تکہ کردہ و نمک و پیگ زدہ در پیجرہ ہائے  
خانہ خشک می کنند۔

این را گوشت قاغ می گویند۔ شلغم۔ باد بجان۔ مولی  
زردک و آلورا در زیر زمین دو گز عمیق چاہ کنندہ دفن  
می کنند چہرہ کہ در سرما سبزہ و سبزی معدوم می باشد۔  
این اشیاء را آہستہ آہستہ از زمین کشیدہ می پرند۔  
برائے اسپ و گاؤ و دیگر مال مویشی خود کاہ گندم در شقہ  
سبز را خشک می کنند و حسب ضرورت بہ کار می آرند۔  
در موسم زمستان کہ آب جوئے ہایخ بستہ می شود۔ مردم  
برف را در دیگ ہائے بزرگ پر کردہ بر آتش می

گزارند تا آب شود۔ این آب را برائے نوشیدن و کالای  
شوی و طعام پیزی استعمال مے کنند۔ در کوہستان میوہ  
سرد رختی و انگور بسیار است۔ من کہ بعد از یک عرصہ  
دراز دیدم این ہا وافر تر گشتہ کہ خر بوزہ و سیب و ناک  
و زرد آلو و قیسی و آلو بالو این منطقہ در شہر کابل تا پشاور و  
ہندوستان بہ افراط بہ فروش مے رسد۔ علاوہ ازین ہا  
انگور این جا ہر قسم تازہ ہم فروختہ مے شود۔ و خشکش  
سایگی و کشمش آبجوش و غیرہ گفتہ مے شود۔ کہ بہ ہزار ہا  
تن در خارج بفروش مے رسد ازین جہت مردم این جا  
متمول و خوشحال گشتہ اند۔ اگر ملایان متعصب بگذارند  
کہ حکومت با کدام کمپنی خارجہ اردو پائی اجازہ بدہد کہ ازین  
انگور فراوان۔ مے ساختہ بہ خارج بفرستند۔ البتہ این  
ملک نفع کثیر حاصل کردہ اقتصادیات ملک خوب تر مے  
شود و مردم این دیار متمول تر شوند۔ بگفتہ حضرت شیخ سعدی  
گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است بہرہ و مردہ مے شویند چہ پاک است

در زمان خلفائے راشدین نیز شراب بر مسلمانان ممنوع  
 بوده مگر رعایائے غیر مسلم شراب تیار ہمے کر دندھے نوشیدند  
 ہم دہمین رسم در زمان دیگر سلاطین اسلام مورد اجراء بودہ۔  
 چونکہ در زمانہ موجودہ حسب حالات حاضرہ و مقتضیات  
 وقت علمائے اسلام سود را جائز قرار دادہ اند کہ کسے پول  
 خود را در بنک تحویل کردہ منفعت اورا اخذ مے تواند کرد۔  
 نیز خانہ وزین برادر مسلمان خود را۔ رہن گرفتہ بشرح یک  
 فیصد یا ازین ہم اضافہ تر نفع مے تواند گرفت۔ پس  
 درین صورت اگر آب انگود ملک در ممالک خارجہ رفتہ  
 برائے مملکت باعث منفعت شود۔ چہ ضررہ دارد۔

از ممالک مغربی در ممالک اسلامی زمین مشروبات حرام  
 درآمد شدہ بہ قیمت ہائے گران بفروش مے رسد و منافعہ آن  
 را کفار خارجہ مے برند۔ و حکومت ہائے اسلامی نیز از ان منفعت  
 کثیر حاصل مے کنند۔ لکہ بہ نظر ملایان ابن گناہ نیست بلکہ  
 از ہمان حکومت ہا برائے شکم پروری خود۔ مشاہرہ و اعانہ

مے پزیرند۔ و برائے حصول آن سعی و کوشش فراوان را بہ عمل  
مے آرند۔

سود و ریاء غیبت و مال یتیم و وقف  
این جملہ شد حلال مگر مے حرام شد  
وواہائے اروپائی را کہ در اکثر شان مے آمیختہ مے شود خود  
این حضرات استعمال مے کنند حالاکہ حکم است کہ در حرام شفا  
نیست۔ و در کان ہا ہمیشہ مے بینم کہ این ذات محترم با ہمہ ریش و  
نش یک بوتل کوچک را زیر آستین گرفته آمدہ مے گوید عیالم  
بیارہ است۔ قدرے بر آندی بکار دارم اگر بدہی۔

من بہ او مے گویم و در حرام شفا نیست  
سرخو را خم انداختہ مے رود

بزنیر و لوق مرصع کمند را دارند  
و راز و ستی این کو تہ آستینان بین

لطیفہ حیلہ شرعی

در یک مملکت اسلامی ہندو یک ہو تل را تعمیر کردہ کہ

تیکہ دارش یک مرد مسلمان است۔ و شراب فروش و ساقی اش  
 نیز مسلمان است۔ بارش دراز نماز گزار و فربہ اندام۔ یک  
 روز بہ برادر زادہ خود گفتم کہ ازین ساقی بہر س کہ شراب  
 نوشیدن و شراب فروختن بہر و او اش مساوی گناہ دارد تو۔  
 با این ریش و عمامہ و جامہ اسلامی چہر ساقی شراب شدی؟  
 حضرت جواب داد کہ من چہر گناہگار باشم۔ گناہگار تیکہ  
 دار ہوتل است۔ من نزدیک شدہ گفتم۔ اے برادر تیکہ دار  
 نیز مسلمان است۔ او چہر گناہگار باشد۔ این ہمہ گناہ مالک  
 ہوتل است کہ ہندوست۔ اگر آن ہندو این ہوتل را نہ  
 مے ساخت۔ خودت یا تیکہ دار ہوتل چہر شراب مے فروختید  
 حیلے خوشنود شدہ گفت واللہ راست گفتمی اصل گناہگار  
 ہندوئے کافر و لعین است۔ ما مسلمانیم خدا مارا از گناہ نگاہ دارد  
 من بخندہ گفتم کہ شاہ اش آفرین! این رامے گویند حیلے شرعی  
 بہیں طور چیز ہائے دیگرہ راقیاس کنیہ۔  
 ازین سخن ہا صرف نظر کردہ ببیند کہ درین ایام این دغل کہ

بنام بازار سیاہ یا بلیک مارکیت موسوم است۔ دشمنان  
 ملک و ملت نہ بلکہ دشمنان انسانیت اشیاء ضروریہ را  
 بصورت ذخیرہ اندوزی در بازار سیاہ مے رسانند و دہر  
 چیز خوردنی و نوشیدنی۔ و ادویہ اشیاء حرام و مضر صحت را  
 مخلوط ساختہ بر عوام بہ قیمت گران مے فروشند۔ ادویہ ام  
 مخلوط۔ بجائے نفع۔ مریضیان و طفلان بے گناہ مسلمانان را مضر  
 و نقصان مے رسانند۔ مگر ملایان موجودہ بر علیہ این حرکات غیر  
 اسلامی و وطن دشمنی۔ بیچ نشنیدہ ام کہ یک حرف گفتہ یا  
 صدائے بلند کردہ باشد کہ اے برادران اسلامی ازین  
 اعمال و حرکات غیر اسلامی اجتناب کنیہ۔ حیف صد  
 حیف بر این دعویٰ مسلمانی ما۔  
 گر مسلمانی ہمیں است کہ مایان داریم پووا اگر و پس امروز بود و فردا  
 برخیز تا یک سونہ نیم این دلق ازرق خام را  
 بر باد قلاشتی زنیم این شرک تقوی نام را  
 در اخبارات اسلامی اکثر دیدہ و شنیدہ می شود کہ یک وکاندار

بہ فرزند خود سے گوید او بچہ در آرد خاک و ریگ آسینختی؟ پس میرے  
 گوید ہاں پدر آسینختم۔ پدر سے گوید در زرد چوبہ۔ رنگ گل زرد  
 انداختی؟ سے گوید بے بابا انداختم۔ خوب کردی۔ در روغن ہم  
 چربی و آلو آمیزش کردی؟ پس گوید بے بابا کردم۔ شاباش  
 بچیم! حالاً تودشو وضو کن کہ نماز باجماعت قضاء نہ شود۔  
 بگفتہ یک اہل دل کہ چہ خوب گفتہ۔

بہ حرم چو سجدہ کردم ز حرم صدا بر آید  
 کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدہ یابی  
 در بارہ ہمیں قبیل افراد شاعر گفتہ :-

ز بہار ازان قوم نباشی کہ فریبند حق را بسجود و بنی را بہ درود  
 یک روز نشنیدم کہ ملا فغان کشیدہ باشد کہ بر مخلوق خدا  
 ظلم کردن و عموم ملت بے چارہ مسلمان را تحت فشار بازار  
 سیاہ و فظیرو اندوختی آوردن و بازار او عائی نماز کہ دن  
 بیچ فائدہ ندارد۔

اگر الحمد کوئی صد بخوانند بہ دینارے چو خورد گل بماند



ترسم نہ کسی بہ کعبہ اے اعرابی  
کین رہ کہ تو نے روی بترکستان

## تازیانہ عبرت

یک روز در سفر ریل با یک پادری نصرانی ہم سفر بودم۔  
بہ من گفت اگر شمارا اعتراضے نباشد باید کہ بجائے خاموش  
نشستن بحث مذہبی بکنیم۔ گفتم بسم اللہ خوب است۔  
وقت صرفے شود گفت اگر شما بد نہ بریدہ پیرے کیرم  
گفتم بد چہرا بہرم اگر سخنے معقول باشد البتہ جوابش را  
خواہم داو۔ گفت دعوائے قرآن شما صحیح نیست۔ گفتم کدام  
دعویٰ و بچہ دلیل۔ گفت در قرآن شما نوشته کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ  
مَنْعٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ یعنی نماز از کار ہائے بد منع مے کند۔  
مگر مسلمانان باوجود نماز خواندن از بیچ گونه فحشاء و منکر خودداری  
نہ مے کنند۔ و بیچ اصلاح شان نہ نشر۔ گفتم نماز ما آن نماز  
نیست کہ بہ خشوع و خضوع ادا کردہ شود کہ آن روح حقیقی

نماز است۔ اگر در مسلمانان این روح پیدا شود ایشان  
یقیناً از فواحش پرہیز خواهند کرد۔ خندیدہ گفت کہ اگر نماز  
حقیقی را نہ مے توانید خواند پس ازین نماز چہ حاصل؟  
کہ قرآن خود را تکذیب مے کنید۔ اگر نماز نہ مے خواندید  
البتہ گفتہ مے توانستید کہ متاسفانہ۔ نماز نہ مے  
خوانم ورنہ از فواحش دور مے بودم۔ من یسبح جواب  
باصواب نہ داشتم۔ اگر ملا صاحب این را دارد  
ارشاد فرماید۔

نگفتہ نذر کسے باتو کار؟ ولے چون بگفتی دلش بیار  
در اسلام شرط اول وحدانیت و عقیدہ اَیَّاکَ تَعْبُدُ وَ  
اَیَّاکَ فَتَعْبُدُ است۔ یعنی لائق عبادت سوائے ذات  
بارئ تعالیٰ دیگرے نیست و ما را باید کہ از ہمان  
ذات ستودہ صفات امداد و استعانت طلب کنیم۔  
کہ این پیروئی قرآن است۔  
مراد را سزد کبریا و منی بجز کہ ملکش قدیم است و فلش غنی

دوم اتباع سنت حضرت خاتم النبیین احمد مجتبیٰ  
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ افضل ترین انبیاست  
 و برگزیده خالق ارض و سما کہ در شان والایش گفته  
 شد :-

ملک در سجده آدم زمین بوس تو نیت کرد  
 کہ در ذات تو چیزے دید بالاتر از انسانی  
 اکنون حال ما اینست -

ہمچو ما نالائقی در صلب انسان دیدہ بود  
 زان سبب ابلیس ملعون سجدہ بر آدم نہ کرد  
 مطابق حکم قرآن بر مسلمانان سہ بیعت لازم است -  
 اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یعنی  
 اطاعت خدا - بیعت رسول و بیعت اولی الامر - مسلمانان  
 حالا کثرت بیعت ہا بر خود لازم کردہ اند کہ ہر پیر خود را پیشوا  
 شمرده بیعت ہائے و تفاقم خلاف قانون خدا و  
 رسول از مریدان خود می گیرد و ہر سال نذرانہ ہا و

شکرانہ ہائے مزید را ازان ہائے پزیرند بقول علا اقبال  
 بدام پیرو ملا تو اسیری و حیات از حکمت قرآن نہ گیری  
 بہ آیتش ترا کارے جز این نیست کہ از لیسین او آسان بمیری  
 ملا صاحبان بالا کے ممبر رسول نشستہ بہ افراد قوم خود  
 خطاب نہ مے کنند کہ حکم الہی در بارہ سود این است  
 کہ ہر آنکس کہ سود مے خورد یا سود میدہد - باید کہ برائے  
 جنگ خدا و رسول تیار شود

فَاذْلُجْ بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

بہ دروغ گو در قرآن لعنت وارد شدہ - لعنت اللہ  
 علی الکاذبین - در بارہ غیبت قرآن مے فرماید - کہ او  
 گوشت برادر مردہ خود را مے خورد - يَا كَلِّ لَحْمٍ اخِيءَ مَيِّتًا -  
 در بارہ جانور مردہ و گوشت خوک و خونے کہ در جہان  
 باشد و جانورے کہ بنام غیر اللہ منسوب شدہ باشد  
 حکم شدہ کہ این باجملہ حرام اند -

حُرِّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنزِيرِ وَمَا اَهْلَ بِهِ مِنْ غَيْرِ اللَّهِ -

بہمچنین در بارہ قمار بازی ہم گفتہ شدہ کہ این عمل از بدترین اعمال شیطان است ازین باید احتراز کردہ شود۔  
 رَجُبِي مَنْ عَمِلَ الشَّيْطَانُ فَاجْتَنِبُوهُ۔

مگر در ماہ رمضان المبارک کہ حرمتش بہ ہر مسلمان واجب است۔ اکثر دیدہ میشود کہ روزہ داران۔ روزہ در وہان و تمام روزہ در قمار بازی مشغول اند۔ و مے گویند کہ وقت بہ این شغل زودتر مے گذرد و زحمت روزہ کم تر مے شود۔ چہ خوش گفتہ اند :-

بر زبان تبیج و در دل گناہ و خمر  
 این چنین تبیج کے وارد اثر

اصل این بدعات چسیت۔ ہمینکہ۔ پیران ظاہر و  
 ملایان بے عمل مریدان و مقتدیان خود را از احکام خدا  
 و رسول آگاہ نہ مے کنند۔

در بارہ حرمت شراب۔ حکم قطعی وارد نشدہ۔ بلکہ  
 فرمودہ شدہ کہ از شراب اجتناب کنید۔ کہ این

حمل شیطان است - نفع ہم دارد مگر بمقابلہ سود ندیانش  
افزون تر است -

فہد منافع للناس واثمہا اکبر من نفعہا

ما قبول داریم کہ این بد چیز است مگر این قدر نہ کہ  
مگر یک کمپنی کافر آب انگور اورا بہ خارج بردہ بہ کفار  
خارجہ بفروشد - ومنفعت اورا بہ ملک و ملت برساند -  
این ہم حرام قطعی است -

## یک نقل تازہ

در بانہ پیر پستی و قبر پستی بسیار چیز ہاشنیدہ ام  
کہ بہ شرک مے انجامند - یک نقل تازہ بشنوید -  
من این نقل را از زبان یک حج ہائی کورٹ شنیدہ ام  
کہ حالا در حکومت کشمیر آزاد بہ منصب جدید مے فائز  
است سال گذشتہ در سرکت ہاؤس ایبٹ آباد بدوران  
گفتگو بیان کرد کہ من بہ دورہ در شہر گوہر خان کہ در

پاکستان غربی واقع است رفتہ بوم روز جمعہ من برائے  
 ادائے فریضہ نماز جمعہ بہ مسجد جامع رفتم بعد از قرات  
 خطبہ جمعہ کہ بزبان عربی بود و از مقتدیان بیچ  
 کس آن رائے مے فہمید۔ ملا صاحب پیش امام  
 بہ زبان ملی خود توصیف پیران عظام را بیان کردہ  
 فرمود کہ یک مجوزہ کہ فرزند نہ داشت نزدیک پیر  
 روشن ضمیر رفتہ گریہ و زاری کرد کہ برایم دعا کنید  
 کہ یک فرزند بجائے ام بشود۔ پیر صاحب فرمود کہ درین قریہ  
 تلاش بکن کہ چند زنان دیگر صاحب اولاد نیستند۔ تا  
 یک ما برائے ہمہ شان دعا کنم کہ صاحب فرزند شوند۔  
 بعد از دو روز آن مجوزہ پنج زنان را با خود آوردہ گفت کہ این  
 با صاحب فرزند نیستند مے خوانند فرزند بہ ایشان عطا  
 کردہ شود۔ پیر صاحب فرمود کہ یک خمرہ ماست بیارید حاضر  
 کردند۔ پیر صاحب آغ حقو کردہ آب و ہن خود را در خمرہ ماست  
 انداختہ و قدرے ازان در کف ہائے دست ہر یک ازان

انان زنان بنیادہ امر فرمود کہ آن را بلیست۔ ہمہ نوش جان  
 کردہ رخصت شدند۔ بعد از مدت موعود۔ آن زنان با  
 بچہ ہائے نوزائیدہ و نذرانہ ہا بخد مت پیر صاحب  
 حضور بہم رسانیدند۔ و اظہار ممنونیت داشتند۔ کہ از  
 برکت لعاب دہن پیر صاحب و اسائے اولاد شدند۔

صرف بخانہ یک زن فرزند تولد نہ شدہ بود۔ پیر صاحب  
 بہ قہر و جلال آمدہ گفت کہ این امر امکان ندارد۔ کہ کسے  
 لعاب دہن اورا خورده و صاحب فرزند نہ شدہ باشد۔  
 پس از ان زن پرسید کہ راست بگو تو چہ کردی۔ زن بے  
 چارہ ترسیدہ ترسیدہ گفت کہ اسے پیر باکمال بخورد  
 آن ماست را کہ شما در آن تفت انداختہ بودید و لم گوارا نہ کرد  
 اورا از حلق تیر نہ کردم و در دہن گرفتہ از حضور شما کہ دور  
 تر رفتم برفلان سنگ از دہن انداختم۔

پیر صاحب آن زنان و دیگر معتقدین خود را ہمراہ خود  
 گرفتہ بہ مطابق نشان وہی آن زن نزدیک سنگ رفت



ہمہ دیدند کہ یک بچہ مردہ در زیر ہمال سنگ افتاده کہ بعد از  
پیدائش از بے شیری و گر سنگی فوت شدہ۔

پیش امام صاحب این حکایت را بیان فرمودہ آواز  
بلند بر کشید کہ پیران عظام دادائے این قدر برکت و کرامت  
مے باشند کہ از سنگ فرزند پیدا مے توانند کرد۔

مردان خدا خدا نہ باشند و لیکن ز خدا جدا نہ باشند  
ہمہ مقتدیان لغزہ ہانددند کہ "پیر صاحب زندہ باد"

حالا ببینید ملایان چہ مے فرمائند کہ برائے میت حلوا  
و غیرات و اسقاط و نقار و جنس بدہید کہ تو ابش بہ مردہ  
مے رسد۔ آن را ہم بہ فقیر و محتاج مستحق نہ۔ بلکہ یہ ملا  
صاحبان بے عمل و پیران بے علم دادہ شود۔

شاعر مے گفتہ کہ

گر بدست خود وہی خرمائے تر

بہ کہ بعد از تو دہند خردار نہ

برائے آمرزش و نجات میت عمل صالح ضروری

است نه این پیشکش نذرانه و رشوت به پیران و ملایان  
 در ایام سابقه من در دہلی بودم۔ جامع مسجد دہلی  
 کہ صاحبقران شاہ بھجان اور تعمیر کردہ و ہمارا پیش کیا  
 دکان ہا و جائیداد ہا را وقف کردہ بود۔ در تصرف یک  
 امام آن مسجد بودہ کہ جملہ عائدات آن در شکم عمیق این  
 متولی فرو مے رفت۔ دیگر ملایان کرام و پیران عظام  
 آن مال حلال را بہ چشم حسد دیدہ و آخر کار زمام  
 حوصلہ را اندست گذاشتہ از متولی مسجد مذکور تقاضا  
 نمودند کہ آن ہارا نیز سہیم خود ساختہ برائے شان  
 چیزے حصہ بہ وہد۔ ہر چند طلب و تقاضا کردند قائدہ  
 حاصل نشد و فوہبت بہ محکمہ عدلیہ انگلیس رسید  
 کہ امام مذکور این قدر مال وقف را بہ گزاف مے خورد  
 و بہ ما چیزے نہ مے وہد۔ در دوران محاکمہ نقول  
 قبالہ ہائے کہ امام موصوف بہ مسلمانان حاجت مند  
 قرض دادہ و سود گرفتہ بود پیش شرکہ بعضے را بہ شرح

یک فیصد سود بعضے را ازین ہم اضافہ تر قرض دادہ  
بود۔ نام نامبارک این متولی را یاد دارم مگر ظاہر نہ مے  
کنم بقول آنکہ :-

بہ این لباس کسے کا شناست مے فاندیک پوششے نہ بود بہتر از خطا پوشی  
دبارہ ہمین افعال شیعہ این چنین ملایان۔ حافظ شیراز  
فرمودہ :-

فقیہ میکدہ دلی مست و بود و فتویٰ داد  
کہ مے حرام۔ ولے بہ ز مال اوقاف است  
در ہمین باب حضرت شیخ سعدی مے فرماید :-  
صاحب دلے بہ مدرسہ آمد ز خالقہ  
بشکت عہد صحبت اہل طریق را  
گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود  
تا اختیار کردی از و این طریق را  
گفت او کلیم خویش ہدمے برد موج  
دین جہد مے گہند کہ بگیرد غرق را

باید کہ ملایان و علماء سے کہند کہ قوم بے چارہ و  
 ناواقف و افراد بے خبر را از گرداب جہالت و گمراہی  
 دستگیری کردہ نجات بدہند۔ نہ کہ بطرف پیرپستی  
 و قبرپستی مردمان را رہنمائی کردہ ایشان را از خدا  
 پرستی دور سازند۔ خدائے کائنات در کلام پاک  
 خود فرماید۔

وَ اذْکُرْ سَمَ دِبَابٍ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَهْدِيًا  
 یعنی۔ یاد کن نام خدائے خود را و منقطع شو بہ سوائے  
 او از ہر طرف۔ نیز ارشاد فرماید۔  
 لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ فَاَتَّخِذْهُ وَكِيلًا۔

یعنی منیت سزاوار پرستش مگر خدائے پاک۔ پس  
 بگیر اورا کاد ساز حقیقی خود۔ مگر پیرانِ جاہل و شیخان  
 گمراہ مارا از آستانہ خداوندی دور تر ساختہ بر دور  
 ہائے خود سجدہ ریز مکنند۔

وماغ برفلک و دل بہ زیر پائے بتاں و بہین تفلوت رہ از کجا تا بہ کجا

کاشت بنگ و کوکنار و فروش چرس و افیون که استعمال  
 و نشه آن ها برای جسم و دل و دماغ انسانی بمنزله  
 زهر قاتل است جائز اما اگر از آب انگور یک کیپی  
 خارج شراب ساخته در افغانستان نه بلکه سربته  
 به ممالک غیر اسلامی فرستاده شود و نفع کثیر آن  
 به ملک و ملت افغانستان برسد - آن نا جائز اکنون  
 صاحبان عقل و بصیرت خود بسجند که این چه فهم و دانش است  
 برین عقل و دانش بایده گریست

آب انگور را در ملک مابجوش داده ازان شیر  
 تیار می کنند از قرن های دراز مردم غریب ملک ما  
 بجای قند و شکر در حلوا و خوراکی این را استعمال  
 می کنند - آن را هم ملایان بے عمل حرام قرار داده  
 اند که آب انگور است ممکن که یک روز گرو شکر  
 قند را نیز حرام بگویند که از آب نیشکر تیار  
 می شود -

اگر آب بیشکر را نیز گذاشته شود که گندہ شود  
 آن ہم خمرے گردود۔ آبِ مالتا۔ سترہ نیز خمر شدہ  
 مے تواند مثلیکہ از آبِ خرما شراب تیار کردہ اورا  
 نمید مے گویند و دران نمید بہان نشہ شراب موجود  
 است۔

ہر ساعت از نو قبلہ بابت پرستی مے رود  
 توحید ہر ماعرضہ کن تا بشکینم اصنام را  
 کجا بود مطلب کجا تا ختم۔ ذکر در میان بود از شراب ساختن  
 انگور کوہستان و افتادم بد پئے پیران و ملایان این زمانہ  
 فی الحقیقت صحبت اشخاص صالح کہ زندہ باشند  
 نہ کہ مردہ بر پیران شان ضرور سودمند مے باشد کہ از  
 نصائح و اسوہ حسن شان مردم عوام سبق نیک آموختہ  
 راہ نیکی را اختیار مے کنند۔ بقول مولانا گئے روم :-  
 صحبت صالح ترا صالح کند  
 صحبت طالح ترا طالع کند

یک شاعر فارسی زبان چہ خوش گفتہ :-

بہ عنبر فروشان اگر بگذری

شود جامہ تو ہمہ عنبری

اگر تو شوی نزد انگشت گر

ازو جز سیاهی نیابی و گر

اگر کسے نزد یک شخص صالح بروو۔ اونہ مے گوید

کہ بیا مرید من شو بلکہ مے گوید کہ اگر مرا نیک مے دانی

تو خودت عامل قرآن شو کہ من اگر چہ عاصی و عاجز

بندہ ام این شرافت و نجابت را از قرآن یافتہ ام

تو نیز اگر مے خواہی کہ نیک شوی باید کہ دامن قرآن را

بدرست آوردہ اورا محکم بگیری بقول علامہ اقبالؒ

گر تو میخوای مسلمان زیستن، نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

## حکایت حضرت ذوالنون مصری

حضرت شیخ سعدیؒ راجع بہ ہمیں امر در بوستان این

حکایت را بطور تمثیل نوشته :-

چنین یاد دارم که سقائے نیل      نکر و آب بر مصر سائے سبیل  
 گردھے سوئے کوہساران شدند      بہ زاری طلب کار باران شدند  
 گرفتند از گریہ جوئے روان      نیامد مگر گرہیہ آسمان  
 بہ ذوالنون جز بر دریشان کسے      کہ بر خلق رنج است و سختی بے  
 فروماندگان را دعائے بکن      کہ مقبول را رد نباشد سخن  
 شنیدم کہ ذوالنون بہ مدین گریخت      بے بر نیامد کہ باران بریخت  
 خبر شد بہ مدین پس از روز بیت      کہ ابرسیہ دل برایشان گریخت  
 سبک غم باز آمدن کرد پیر      کہ پُر شد ز سبیل بہاران غدیر  
 پسر سید از وعارفی در نہفت      چہ حکمت درین رفتت بود گفت  
 شنیدم کہ بر مرغ و مور و دوان      شود تنگ روزی ز فعل بران  
 درین کشور اندیشہ کردم بے      پریشان تر از خود ندیدم کسے  
 رفتم مبادا کہ از شر من      ببندد و بر خیر برانجمن  
 ہی بایدت لطف کن کان مہان      ندید ندے از خود برود جهان  
 تو آنکہ شوی پیش مردم عزیز      کہ مرخوشتن را نگیری بچیز



بزرگے کہ خود را بہ خوردی شمر دے بہ دنیا و عقبی بزرگی بہرہ  
 درین خاکدان بندہ پاک شد  
 کہ در پائے کمتر کسے خاک شد

## در سبب بصریت

پیشتر ہم خبر داشتیم و حالا کہ بہ کابل رفتیم تصدیق شد کہ  
 در آیاتے کہ حبیب اللہ ثانی المعروف بہ بچہ سقاؤ در قلعہ  
 ارک کابل محصور بود و فیلڈ مارشل سردار شاہ ولی خان  
 حملہ آور شدہ بر سر کولہ ہائے کابل توپ ہارا نصب کردہ  
 بر سر ارک گلولہ باری را آغاز نمود۔ کسے گفت کہ عیال  
 و اطفال شما در قلعہ ارک در پنجہ دشمن گرفتارند  
 مبادا کہ درین گلولہ باری چہ آن با نقصان برسد یا دشمن  
 آن ہارا در دم گلولہ باری توپ ہائے شما استادہ کند  
 باید کہ گلولہ باری نہ کنیم۔ سردار موصوف جواب داد کہ  
 در راہ آزادی وطن مقدس ہزار اولاد و اطفال

خود را قربان مے کنم۔ ما وطن را نجات مے دہیم و برائے  
 حصول این مرام از یحیو نہ فداکاری دریغ نہ مے کنیم۔ چنانچہ  
 بہمن بہادریہ صحیح فداکاری سردار صاحب موصوف را کامران  
 دستیاب کردہ نیز اہل و عیالش را محفوظ نمود۔

عروس فتح کسے در کنار گیر و تنگ

کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

طرف ثانی صد ہا آفرین باد۔ بر آن فرد غنیور و سپاہی  
 وطن کہ بنام بچہ سقاؤ مشہور است کہ در تمام عرصہ  
 بادشاہی خود و آیام اسارت عیال و اطفال و دشمن در  
 ارک ایشان را بہ عزت و احترام نگاہ داشتہ و مانند  
 خواہر و مادر خود پنداشتہ۔ یہیچگونہ زحمت یا بے حرمتی  
 بر ایشان وارد نہ کرد۔ این ہر دو واقعات باعث فخر  
 است۔ برائے بنائے وطن خصوصاً برائے مردم کوہستان۔  
 مے گویند کہ افضل خان یک جرنیل شہنشاہ اورنگ زیب  
 با سوداچی مرہتہ در دکن مصروف جنگ بود۔ راجع بہ چند امولک



حبیب اللہ ثانی المعروف یہ بچہ سقہ شاہی لباس میں

اورنگ زیب استصواب رائے خواست - شاہ برائے او  
 نوشت کہ من از محاذ جنگ بہ فاصلہ صد ہا میل دور  
 مے ہاشم ترا چہ رائے دادہ مے توانم تو خود آنچہ مناسب  
 وقت مے دانی بکن - و این فرد را برایش نوشت  
 من نہ مے گویم سمندر باش یا پروانہ باش  
 چون بہ فکر سوختن افتادہ مروانہ باش  
 مشہور است کہ سمندر نام طائریت کہ ہنگام نغمہ  
 سرائی مست شدہ از جہش آتش ہویدا مے شود -  
 وہم در آن آتش مے سوزد و اللہ اعلم -  
 سردار شاہ ولی خان موصوف پیروئی تہیں فرور  
 نمودہ - مروانہ وار در میدان غریمت فرود آمد و کامیاب و  
 کامکار گردید -

بمقابلہ آن از قوم عرب بغداد در ہمین روز ہا چہ جہا  
 و حرکت خلاف انسانیت و شریعت اسلامیہ بہ ظہور آمد  
 کہ این سانحہ دوم کربلاست کہ این ہا بر اہلبیت رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وارد کردند۔ بلکہ ازان ہم صعب تر۔  
 شمر و ابن زیاد و غیرہ تا وقتیکہ حضرت سید الشہداء و اعوان  
 و انصار شان جنگ مے کردند و داد شجاعت مے  
 دادند۔ با آن ہا سرگرم پیکار بودند۔ مگر بعد از شہادت  
 امام۔ سراپردہ گیان حرم رسول و حضرت امام  
 زین العابدین بیمار را با دیگر افراد اہلبیت بہ عزت تمام  
 بہ دمشق رساندند۔ یزید نیز از کردہ خود پشیمان شدہ۔  
 اہلبیت رسول را بہ مدینہ فرستادہ از ہر قسم آرام و  
 استراحت دادن شان دریغ نہ کرد۔ این قوم بدبخت  
 بغیر از اگر بادشاہ و وزیر را بقتل رسانیدہ بودند بے  
 حرمتی لاش ہائے شان چہ ضرور بود و چہ حاصل  
 داشت علاوہ ازین طفل ہائے معصوم و خواتین بے  
 گناہ را۔ بقتل رساندن و خاندان رسالت را بہ  
 ظلم و بے رحمی ہلاک کردن کدام شیوہ اسلامی و  
 شریعت مصطفوی بودہ ہمین بہتر بود کہ آن بے گناہان

و بے چارگان را از بغداد بدر کرده در ترکیہ یا افریقہ یا  
 بجائے دیگرے فرستادند مثلیکہ قوم مصر بادشاہ  
 فاروق و خاندانش سلوک کردہ بود این حرکت  
 مذموم مردم بغداد یک داغ سیاہ بر چہرہ ہر یک  
 از ایشان است و تا آن ایام خواہد ماند کہ یک چنگیز  
 خان و گیر آمدہ قصاص خون این بے گناہان را از ایشان  
 بگیرد۔

من باز مے گویم کہ در ابتدائے اسلام۔ یک خدا۔  
 یک قرآن و یک رسول و یک دین بودہ۔ ہمیں پیران  
 و علمائے خود غرض جمعیت مسلمانان را پارہ پارہ و  
 شیرازہ وحدت ملی را برہم نمودہ فرقہ ہائے شیعہ و سنی  
 و وہابی و نقشبندی و چشتی و سہروردی و غیرہ را برکے  
 تکمیل اغراض شخصی خود تراشیدند۔ بقو شاعر:-

جنگ ہفتاد و دو ملت۔ ہمہ را عذر بنہ

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یک شاعر فارسی چه خوش سروده -  
 چونکہ پیران نرد دنیا باختند  
 دین حق را پارہ پارہ ساختند  
 حضرت فرید الدین عطار درین بارہ مے گوید :-  
 ز نادانی دل پر جہل و پر مکرب و گرفتار علی ماندی و بو بکر  
 تمام عمر ازین با چون نہ کستی و نہ مے و نام خدا را کے پرستی

## چند سخن ہائے گفتنی راجع بہ جمہوریت

حالا چند سخن در بارہ جمہوریت مے نویسم در کتاب  
 نور کہستان نقائص جمہوریت موجودہ را مفصل نوشتہ  
 نتوانستہ ام حالا بعد از یک دو سال دیگر تصدیق شد و  
 باید واضح تر بگویم کہ اگر این طریقہ و این رویہ ابنائے  
 ملک ما بدستور قائم ماند - خدا حافظ پاکستان باد - ملک  
 ما نہ ہزار ہا سال تحت ادارہ یک حکومت شخصی و بہرستی  
 روان بود - چنانچہ وقتی کہ اسلام و قرآن آمد - خدائے تعالیٰ

برائے مسلمانان یک حکم صریح را نازل فرمود کہ -

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

یعنی اطاعت خدا، اطاعت رسول و اطاعت یک امیر  
کہ از خود شما باشد۔ نہ کہ اطاعت صدامہ اولی الامر۔

طرز حکومت موجودہ جمہوری را۔ ما از انگلیس اخذ  
نمودہ ایم۔ طبیعت۔ فطرت۔ آب و ہوائے و ماحول  
انگلیس ہا جہاں است طرز حکومت جمہوری برائے آن ہا اگر  
موافق باشد۔ البتہ خواہد بود۔ اما برائے ما موافق نیست  
در لندن ہنگامیکہ انتخابات شروع مے شود۔ ہر فرد  
ملت مے داند کہ من دارائے یک رائے شخصی خود  
مے باشم باید کہ دوت خود را۔ بہ آن کس بدہم  
کہ نیک، لائق و بہی خواہ قوم باشد۔ بغیر کدام ترغیب  
و تحرص۔ خودش رفتہ دوت خود را۔ در صندوقچہ آن  
امیدوار مے اندازد کہ اورا لائق و اہل آن مے داند  
و بطرف خانہ خود برگشتہ بکار و بار خود مصروف



مے شود۔ شخصے کہ منتخب مے شود این امر را فریفته خود  
 مے گمارد کہ برائے مفاد حلقہ نیابت خود در کونسل جدو  
 جہد کند و تجاویز بہتری و آرام عوام مثلاً بہم رسانی  
 آب، برق و غلہ و لباس را عمل ساختہ نہ پایہ تکمیل  
 برساند۔ دران جان این طریقہ را رنج نیست کہ برائے  
 دہندہ عقب نہماندہ خود رفتہ اورا برائے اجرائے اغراض  
 شخصی خود محبوب رکند۔

در ملک ما وقتیکہ انتخابات شروع مے شود  
 برائے دوت و نہاگان یک وجہ معاش و ذریعہ  
 آمدنی پیدا مے گردو آن ہا درین فکر مے باشند کہ  
 دوت شان را کدام امیدوار بہ چہ قیمت مے خرد۔  
 امیدوار خواہ نااہل باشد یا غاصب و جاہل۔ باید  
 کہ پول داشتہ باشد کہ بہ نیروئے پول دوت  
 حاصل کند۔ و اول ممبر کونسل شود و بعدہ بہ  
 منصب وازات فائز گردد۔ اکنون کسے کہ برائے

کامیابی اور ووت دادہ۔ بدروازہ دفتر وزیر صاحب  
 حضور بہر سانیدہ مے گوید کہ من ترا ووت دادہ  
 وزیر ساختہ ام پرم را اگرچہ دارائے تعلیم نیست  
 افسر باز۔ مرا پرمت و لائسنس عطا کن۔ کہ  
 از جنگل چوب عمارتی یا از خارج موتر و لاری درآمد  
 کردہ پول گزاف حاصل کنم۔ یا جائداد متروکہ بنود را  
 بنام من الات کن مثلاً دکان ہا۔ سرائے و دیگر  
 عمارات غیر منقولہ وغیرہ علیٰ ہذا القیاس۔ ممبر یا وزیر  
 حیران شدہ۔ جواب مے دید کہ این کار ہا در اختیار  
 من نیست چگونہ این خواہش ہائے گوناگون  
 ترا پورہ کنم۔ رائے دہندہ مے گوید کہ یہ نیروئے  
 دوت من کامیاب شدہ ممبر و وزیر شدی حالا انکار  
 مے کنی۔ من کہ برائے ثواب ترا ووت نہ دادہ  
 بودم۔ بلکہ برائے ہمیں مقصد در حق تو ووت دادہ  
 بودم کہ تو کار ہائے مرا سرانجام بدی و خواہش

ہائے مرا بہنیری۔ ہنگام انتخاب مرا۔ باغ سبز نشان  
 دادہ۔ درحق خود رائے حاصل نمودی۔ اکنون  
 درخواست مرا درخور اعتنائے پنداری۔ خیر در  
 وقت انتخابات آئندہ دیدہ خواهد شد۔

وزیر مجبور شدہ بنام سکر خود یک مکتوب نوشتہ  
 بہ او مے دہد و مے گوید۔ برو۔ نزد سکر من۔

مشائر الیہ کار تر احب خواہش تو سرانجام مے  
 دہد۔ شخص مذکور چون از دفتر مے برآید۔ وزیر  
 موصوف تیلیفون را برداشتہ بہ سکر خود مے  
 گوید کہ فلان شخص مرا مجبور کردہ از من یک مکتوب  
 بنام تو گرفتہ۔ چون اسامی مذکور نزد تو برسد۔  
 مکتوب مرا ازو گرفتہ وادرا تسلی دادہ و فحش کن و  
 مکتوب مرا چاک کن۔

بسیار افران بالا دست و وزیران بامن مے  
 گویند کہ مردم بطور وفد نزد مے آیند کہ فلان

مامور پولیس خیلے ظالم و رشوت خوارہ است اور  
 تبدیل کنید چون آن وفد مرخص مے شود۔ وفد  
 دیگر حاضر شدہ مے گوید کہ یہاں مامور پولیس۔ شخصے  
 لائق و کارکن است باید کہ اور ترقی دادہ شود۔  
 حالابہ گفتہ کد ام جماعت یقین و کاروائی کردہ شود۔  
 مایک فہرست مرتب کردہ ایم کہ ہر قدر سفارش  
 نا جائز و خواہش مند خود غرض کہ نزد ما مے  
 آئند نام شان را دران فہرست درج مے کنیم  
 کہ اگر یک روز بر علیہ ما سازش کردہ جلسہ و  
 شور و شغب را بر پا کنند۔ آن فہرست را برائے  
 گلو خلاصی خود و اثبات خود غرضی و درو عگوئی  
 شان ظاہر کنیم۔

لہذا بعد از این تمام تجربات ثابت شدہ  
 کہ بمقابلہ جمہوریت موجودہ۔ حکومت شخصی خیلے  
 بہتر است۔ درین صورت تمام اختیارات بدست

صدر مملکت دادہ شود۔ البتہ صلاح و مشورہ با قوم  
 بکنند اما کلید حکومت بدست یک شخص باشد  
 یک دلیل سادہ مے نویسم کہ اگر در یک خاندان  
 دہ نفر زن و فرزند و شوہر و دختر و غیرہ باشند و ہنگام  
 صبح مادر از ہر فرد واحد جدا گانہ بہر سہ کہ امروز چہ  
 پختہ شود یکے مے گوید حلوا۔ دیگرے گوید پلاؤ۔ سوم  
 مے گوید دال۔ چہارم مے گوید کلہ و پاچہ وغیرہ۔ انتظام  
 آن خانہ و پخت و پز، صبح گاہ راست و درست  
 نہ مے شود۔ باید کہ تمام اختیارات خانہ داری بدست  
 کلانتر خاندان مثلاً مادر دادہ شود کہ ہر چہ مے  
 بائست برائے طعام چاشت و طعام شب بہنو  
 البتہ اگر گاہے گاہے یک لہر درخواست کند  
 کہ امروز حلوا برائے من بہنوید یا چیزے دیگر  
 باید کہ خواہش او پذیرفتہ شود کہ دریں چیزے  
 نقصان نیست۔

در ایام انقلاب تقسیم نیم قارہ ہندوستان ہر دو  
فریق یعنی ہندو مسلمان ہزار ہا نہ بلکہ بہ ملیون ہا افراد  
بہ قتل و غارت بردہ و خانہ و جامد او یک دیگر را نذر آتش  
کردند و مال و منال یک دیگر را بہ بیغما بردند لکن در ریاست  
ہائے سوات و دیر و امب یک ہندو یا سیک کشتہ نہ  
شد۔ نہ خانہ کس را سوختند و نہ مال و اموال کسے را۔  
تالا کردند۔ چرا؟ بیش اینکہ حکومت تحت ادارہ یک حاکم بود۔  
چیزے را کہ من در تجربہ و عقل خود دست دانستم  
بہ نیت نیک نوشتم۔

من آنچه شرط بلاغ است ہاتوے گویم کہ تو خواہ از سختم پذیر گیر خواہ ملال  
از آثار و علائم طرز حکومت جمہوری موجودہ ہمیں ظاہر است  
کہ برائے این ملت بے چارہ هیچ امید خلاص و بہبودی باقی نہ مانده۔  
البتہ اگر خدائے بزرگ و برتر بہ لطف و احسان مخصوص خود  
بجے خیرے را پیدا کند کہ مردے از غیب بدن آمدہ کارے بکند  
از لطف او تعالے بعید نیست۔

طائر دولت اگر باز گذارے بکند پڑے سروے از غیب برون آید و کار بکند

## ہزار آدم بر سر واکستان

طیارہ ماہر فراز کوہ ہندو کش کوہ ہائے بلند و درہ  
 ہائے پر از برف را عبور کردہ در نواح میدان مہوار  
 ترکستان رسید ساعت یک ہو کہ طیارہ مادر یک  
 میدان خام فرو آمد حاکم اعلیٰ ترکستان باموتر ہائے  
 پذیرائی و پیشوائی این وفد حضور بہم رسانیدہ خوش آمدید  
 گفت۔ ما سوار شدہ ہائے زیارت حضرت شاہ ولایت  
 جانب مزار شریف روانہ شدیم۔ از میدان طیارہ تا  
 آستانہ حضرت شاہ ولایت راہ خیلے نامہوار و پراز  
 گرد و غبار بود۔ چون بر مزار فیض آثار حضرت منظر العجائب  
 والغرائب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رسیدیم  
 گنبد بنظر آمد کہ گنبد افلاک بر خاک پاکش ناصیہ فرسائی  
 مے کرد۔ این زیارت را شاہ حسین بادشاہ ہرات تقریباً

ایک ہزار سال قبل تعمیر کردہ گنبد بزر و عالی اش خیلے  
 قشنگ - بارونق و خوش منظر است - درارہ پا قبر نپولین  
 بونا پارت و رسا ختمان خود بغایت دارائے شہرت  
 است مگر این گنبد نیز مدفن تعمیر از ان کمتر نیست  
 درون گنبد فقط یک مرقد مبارک شاہ اولیاست  
 احاطہ اندرون گنبد خیلے وسیع و کشادہ است و با  
 فرش و فروش قالین آراستہ و پیراستہ - وہ نفر ملایان  
 بالنہاس و عمامہ و چونہ ملائی ایستادہ - تاکہ در داخل گنبد  
 رسیدیم یک ملا صاحب آغاز نمود بہ تلاوت قرآن پاک -  
 ماہمہ تعظیماً خاموش ایستادہ مانند کہ تلاوت بہ پایان  
 رسید - فاتحہ بر روح حضرت شاہ ولایت خواندہ از احاطہ  
 گنبد بیرون شدیم - چند جلد قرآن شریف کہ نسخہ ہائے  
 بزرگ و قدیمی بودہ و بہ خط کوفی نوشتہ شدہ آن ہا را  
 نشان دادند و راجع بہ آن نسخہ ہائے مبارک گفتند کہ  
 این ہا را حضرت شاہ ولایت بہ قلم مبارک خود نوشتہ



بود۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یک طرف یک تکیہ سنگ شکستہ افتاده بود کہ برو  
نوشته بود هذ امر قد علی ابن ابی طالب مے گویند  
کہ اول سلطان حسین پادشاہ ہرات بخواب دید کہ  
درین مقام جسد مبارک حضرت شاہ ولایت علی  
ابن ابیطالب مدفون است۔ بعاد حضرت ملا عبدالحمین  
جامی نیز ہمیں واقعہ را در خواب دیدمین رہائی نوشت :-

گویند کہ مرقد علی در نجف است  
در بلخ بیا ببین کہ بیت الشرف است  
نہ در عدن است و نہ بہ بیت الشرفین  
آفتاب یکیت و نورش ہر طرف است

چون مردمان آن مقام را حضر کردند این سنگ  
برآمد داشتند کہ جسد مبارک ہمیں جاست۔ شاہ  
حسین این گنبد را بنا کرد و خوب بنا کرد کہ سبحان  
اللہ۔ بر معمار ہائے آن زمانہ آفرین یاد کہ چہ گویند

عمارت مستحکم و قشنگ۔ پُر از نقش و نگار۔ را  
تعمیر نمودند کہ یکے از عجائبات فن تعمیر قدیم بہ شمار  
مے رسد۔

از گنبد برآمدہ۔ قریشی صاحب یک ہمراہی  
ما عکس مارا نیز گرفت۔ سردار عبدالرشید خان  
وزیر صنعت پاکستان مبلغ بیست ہزار روپیہ  
افغانی بہ مجاودین مزار شریف بطور عطیہ داد۔  
بیرون گنبد مقبرہ امیر شیر علی خان و سردار محمد اکبر خان  
غازی و جمعہ خان پسر اقطاع الدولہ است۔

موجب حیرت و تعجب است کہ بر مقبرہ امیر شیر  
علی خان تاریخ وفاتش ننوشتہ۔ این را بہ حاکم  
صاحب اعلیٰ بگفتم۔

از ان جا در بازار ہائے جدید گشت نمودیم۔ بازار  
قدیم منہدم گشتہ۔ بعد ازین سیر و تفریح بہ کوتی  
حاکم صاحب اعلیٰ رسیدیم۔ کہ دارائے یک باغچہ

پُر رونق است۔ پُر سیدم کہ قبلاً این جاچہ بود ؟  
گفتند کہ این نشست گاہ امیر عبدالرحمن خان  
بودہ۔

نام حاکم اعلیٰ غلام نبی خان است کہ باشندہ  
نورستان افغانستان و یک شخص شریف و نجیب  
است۔ صاحب اخلاق حسنہ۔

چونکہ قبل ازین حاکم صاحب موصوف مراد  
پشاور ویدہ بود۔ مرا شناختہ خیلے پذیرائی نمود۔

طعام پاشت بغایت مکلف۔ پر لطف و لذیذ بود۔  
بر دسترخوان طعام ہائے ہرگونہ و مشروبات و خوراک  
ہائے ترکستان موجود خصوصاً خربوزہ نورسیدہ  
کہ خیلے شیرین بود۔ این خربوزہ را خشک ہم مے کنند۔  
بعد از صرف طعام و چائے نوشی حاکم صاحب بہ ہم  
مہمان ہا یک یک پوست قرہ قولی و یک یک تکیہ  
رخت ساخت ہا۔ بطور تحفہ عطا نمود۔

ما۔ ساعت سہ عصر برطیارہ کہ مارا گذاشته و  
جانب میمنہ و بلخ رفتہ و اکنون واپس رسیدہ بود۔  
سوار شدہ بہ کابل رسیدیم۔ این سفر خیلے پر لطف  
و خوشگوار سفر بود۔

در کابل حسب معمول ہمان سیر و تفریح جاری  
بودہ تاکہ ہمراہان من جانب پاکستان روانہ شدند۔  
و من حسب خواہش خود در کابل ماندم کہ سیر و  
سیاحت ملک و وطن عزیز خود را با خاطر آسودہ  
بہ اتمام رسانم۔

## قیام کابل

بعد از روانگی ہمراہان من۔ مہاندار آمدہ بہ  
من گفت کہ این مہان خانہ از کابل ہشت میل  
دور است۔ و شام تنہا۔ لہذا سردار غلام محمد خان وزیر  
تجارت افغانستان برائے قیام شما در مہتل کابل

یک اطاق علیحدہ بنیو اس مخصوص کردہ کہ آن جا  
 بہ حیث مہمان خصوصی دولت اقامت و زریذ  
 گفتہ تشکر۔ مرحمت حکومت شما کم نہ گردد۔ خیل  
 ممنون و متشکرے باشم۔ اما من مہمان سفیر کبیر  
 خود ہستم۔ تاکہ ملک و قوم و اعزہ و اقربائے خود را  
 بہ خوبی بہ بینم۔ و با ایشان ملاقات کنم۔ من از  
 سفیر کبیر خود پرسیدہ۔ ہر چہ کہ رضائے او باشد۔  
 ہمان طور خواہم کرد۔ درین حین آقائے محمد یونس  
 خان برائے ملاقات من رسید۔

چنانچہ موتر گرفتہ طرف بنگلہ سفیر صاحب روان  
 شدم۔ در بین راہ با آقائے محمد عتیق و محمد رحیم کہ برائے  
 دیدن من روان بودند۔ یک جا شایم۔ و بہ بنگلہ  
 سفیر صاحب رسیدیم۔ من صورت حال را بہ او  
 بگفتم۔ سفیر صاحب بامکمال :-  
 شفقت و مہربانی فرمود کہ خانہ خود را گذاشتہ۔

بہ ہوتل چہر قیام کنید۔ جناب شما بہ جائے عموئے  
 محترم من مے باشید۔  
 برائے شما در مہمان خانہ کہ در بنگلہ من موجود است۔  
 ہر گونہ اسباب و سامان راحت و ضرورت حاضر  
 است۔ دو اطاق را برائے استراحت و مطالعہ شما  
 مخصوص کردہ ام۔ سامان مرا از مہمان خانہ دارالامان  
 طلب نمودہ بہ حکومت افغانستان اطلاع داد کہ ضرورت  
 ہوتل نیست۔ مہمان من بہ خانہ خود مقیم شد۔ میرا گفت  
 کہ شما آزاد مے باشی۔ ہر جا کہ مے روید موتر حاضر است  
 اگر وقت طعام بہ خانہ بیایید خوب۔ اگر بجائے دستان  
 خود طعام بخورید۔ اختیار دارید۔ من اظہار ممنونیت  
 کردم و بخانہ سیفر صاحب موصوف قیام نمودم۔  
 آقائے محمد عتیق جان و برادرش آقائے محمد رحیم  
 جان دوستان قدیم زمانہ قیام کشمیر و ہندوستان  
 من اندر والدہ مرحومہ این دو برادر عزیز دوست

محترم من کہ یک خانم بزرگ و ہوشیار بودہ و ہمیشہ  
ہائے شان شاہ بوبو صاحبہ و بی بی گل صاحبہ کہ مرا از  
برادران خود کمتر نہ مے دانستند و من نیز ایشان را  
مانند خواہران خود مے پنداشتم۔

این دو برادر با سفیر صاحب ملاقات کردہ اجازہ  
خواستند کہ من ہمراہ شان بہ منزل شان برائے طعام  
چاشت بروم۔ سفیر صاحب گفت کہ ہر جا کہ بروند  
آزاد و صاحب اختیار مے باشند۔ من بہ ایشان  
بہ منزل محترم محمد عتیق جان رفتم۔ چہ خوش بنگلہ زیبا  
و خوش منظر است با۔ باغ و حوض و درختان ہر قسم  
میوہ دار و سرسبز۔

خانم محترمہ محمد عتیق جان کہ ہمیشہ شاہ خانم  
است و دخترک شیرینش ہمہ از دیدن من  
شادان و فرحان شدند من نیز از دیدار و صحبت و  
سلامتی شان خیلہ مسرور شدم۔ مجلس کردیم۔

طعام صرف شد۔ چہ خوش ذائقہ و لذیذ۔ نان و میوہ بود کہ  
بارک اللہ۔

بعد از چند ساعت رخصت گرفته و در منزل خود  
آمدہ استراحت کردم۔

## سیر کوہستان

بہ ہین طور روز و شب مے گذشت تا کہ یک روز  
ارادہ کردم کہ بہ کوہستان بروم و از دیدار و ملاقات  
ملک و قوم و خویش و اقارب و قلعہ جات و املاک جائدہ  
سابق و رفتہ و گزشتہ خود بہرہ مند گردم۔ کرنل عبداللہ  
شاہ اتاشی سفارت پاکستان یک جیپ را برائے من  
تہیہ کردہ بود۔ مگر یک دوست من عبدالغزیز خان بمن  
گفت کہ راہ کوہستان نزد من خیلے نشیب و فراز دارد۔  
تجمن جیپ برائے دو کمر شامضرت نزد من یک موٹر روی  
است کہ تھان نہ دارد و کمافی ہائش آرام دہ است۔



خود من شمارا بہ کوہستان مے رسا نم و ہر وقتیکہ  
 مقرر کر دید آمدہ۔ واپس مے آرم شکریہ گفتہ و قبول  
 کردم۔ صبح بے خبر بہمراہ ناصر جان و ایوب خسروی  
 برادر زادہ ہائے خود روانہ شدیم۔ تخیلاً وہ میل سرک  
 کشادہ گویا کہ اسفالت شدہ باشد ازین پیشتر  
 کہ کار جاریست البتہ خراب و نشیب و فراز دارد۔  
 از کوتل خیر خانہ کہ گذشتیم ہر طرف باغ ہائے میوہ دار  
 خصوصاً باغ ہائے انگور بہ نظر مے آمد۔ تا بہ حدنگاہ  
 وادی سرسبز و شاداب دیدہ را نور و دل را سرور  
 مے بخشید۔ بقول شاعر:-

بہر طرف کہ نظر مے کن۔ تماشا ثانی  
 کرشمہ دامن دل مے کش۔ کہ جا این جا

شصت سال قبل ازین راہ بہ سواری اسپ سفر  
 کردہ بودم۔ با والد مرحوم خود و سوار ہائے اردل قومی۔  
 اندازہ کنی۔ کہ بر دل من چہ گذشتہ باشد۔ چیزے

کہ من جس کرم حاجت بہ بیان کروں نہ دارو من  
 در خیالات خود محو بودم کہ سوائے پردہ تصویر زمان گزشتہ  
 دیگر ہیچ نہ مے دیدم۔ یک بار دیگر مادر ہمان ایام با والد  
 و والدہ مرحومہ و اکثر ملازمان و کنیزان و خانم ہا بر کجاوہ  
 ہائے شتری و ماہر اسپان از کابل بہ طرف کوہستان  
 روانہ شدہ در موضع کچلک در قلعہ سیف الدین خان  
 مرحوم کہ شوہر عمہ ام بود شب قیام کردہ بہ ہمیں راہ جانب  
 کوہستان قیتم آن زمانہ و آن قافلہ رو بروئے چشم گزشت  
 حالا پرسیدم کہ از ان خاندان نام و نشانے ماندہ ؟  
 گفتند کہ نہ۔ آن ہا نیز بہ جرم بے گناہی ما طرف بالا مرغاب  
 ترکستان فرار شدہ بودند و تباہ و برباد گشتند۔

مختصر اینکہ بہ چار بیکار رسیدیم۔ چہ چار بیکار دیدہ بودم  
 و چہ شد ؟ بازار یاد عمارات کہنہ مسار و بازار ہائے جدیدہ  
 یک عمارت برائے اسکول وغیرہ۔ یک شہر مختصر و نو تعمیر  
 شدہ۔ کہ ہیچ مقامش را نہ ختم آن جا پسر عمویم کہ

محمد کریم جان نام دارو و از طرف حکومت بہ کرام کار  
 مامور است حاضر بود۔ مرابے اطلاع دیدہ حیران بماند  
 و گفت شما خبر آمدن خود را چہر ایشتر بہ مانداوید کہ  
 برائے پیشوائی شامے آمدم گفتیم ہمیں را مناسبتر  
 دانستم۔ گفت مردمان قوم و حاکم اعلیٰ بہ انتظار  
 شما بودند کہ خبر شوند و پندیرائی شما را بکنند۔ من  
 بہ ہمراہان خود گفتم کہ بیایں۔ اول با حاکم صاحب ملاقات  
 کنیم۔ پس از ان جانب قلعه جات خود برویم۔ حاکم  
 صاحب بہ دورہ رفتہ بود۔ نائبش را دیدم۔ پیغام  
 و سلام دادم کہ بہ حاکم صاحب برساند۔ آن نیز  
 گفت کہ حاکم صاحب بہ انتظار آمدن و پیشوائی شما  
 بود گفتم شکر یہ برسان۔ انشاء اللہ۔ چوں باز پس  
 آمدم ہا ایشان ملاقات خواہم کرد ازین جا پیش قلعه  
 اول ما دولانہ بفاصلہ سہ میل یا کم و بیش باشد  
 ہمراہان من گفتند کہ راہ موثر خوب است۔ سرک

را مرمت کردہ ایم۔ موترے تو اندر رود۔ بر سخن شان  
اعتبار کردہ روانہ ش۔ ایم۔

قدرے راہ کہ طے کردیم دیدیم کہ راہ در بین باغ  
پارفتہ۔ و این قدر تنگ است کہ موتر بہ آسانی  
نہ تہ تواند حرکت کند۔ از ان جا کہ راہ عقب رفتن ہم  
نبود۔ چار و ناچار پیشتر رفتیم صد آفرین بر موتر و ان  
و ہزار آفرین بر این موتر کہ بہ چہ موقع خراب این راہ  
پر نشیب فراز و کج و چوہل ہا و راہ ہائے ناہموار را  
قطع کردہ مے رفت۔ در اکثر جا ہا۔ ما از موتر فرود  
آمدہ ہر دو طرف موتر را گرفتہ بہ کشاکش از مواقع  
خراب بیرون مے کشیدیم آواز موتر را کہ باغبانان  
و زمینداران شنیدند گرد جمع شدہ مکرہمت برائے امداد  
ما بستند۔ بہزادہ خواری و دشواری تا بہ قلعہ دولانہ  
رسیدیم برادر زادہ ہا و خویش و اقربا رو بہ وئے ما رسیدند  
و بہ این بے خبر آمدن من حیران شدہ رسم دست بوسی

و خوش آمدید ادا شد. گفتم حالا روئے موتر بطرف  
 چاریکار واپس چه طور می گردد. آواز دادند مردمان  
 و میهمانان بایلیچه با و تبر با بر آمدند در و بروئے موتر یک  
 میزبان نا بهوار را صاف کردند تا آنکه روئے موتر  
 واپس شد. موتر با اول موتر بوده که درین جاریسیه.  
 قبل از این درین سرزمین هیچ موتر نیامده بود. همه درون  
 قلعه و رآهیم که در سال ۱۸۹۲ میلادی قبل از فرار  
 شدن از وطن تعمیر او را والد صاحب مرحوم و مغفور  
 شروع کرده بود و دیوارهای قلعه چار فیت بلند  
 شده بود که ذکرش در کتاب نور کهستان آمده.  
 پیشتر از آنکه این عمارت مکمل شود والد مرحوم ترک  
 وطن گفته بود.

احاطه قلعه خیلی وسیع بوده. حالا چار برادر زاده  
 امیم بر چهار حصه تقسیم کرده. و باغیچه و عمارت با  
 بطرز جدید ساخته اند. و باغیچه و درختان میوه دار گشته

و گل کاری و چمن بندی کرده - اطاق ہائے عمارت  
 با فرش و فرش و میز و چوکی و کوچ و صوفہ غرضیکہ اند  
 ہرگونہ سامان آرائش و زیبائش آراستہ و پیراستہ اند۔

## ملاقات با اعزہ و اقارب

دوست عزیزیم کہ مرا از کابل آورده بود و شربت  
 نوشیدہ گفت کہ اجازہ مے خواہم۔ و کابل یک  
 مصروفیت خروسی دارم واپس مے روم میزبانان  
 اصرار مے کردند کہ بعد از صرف طعام چاشت برو۔  
 گفتیم کہ حالا ساعت ۲ ۱۱ چاشت شدہ - طعام تا ۲  
 ساعت دیگر تیار نہ مے شو۔ مشارالہ کار دارد۔  
 بگذارید کہ برو۔ البتہ چنہ بیلدار ہمیش بکنید کہ تا  
 چایکاہ با اورقتہ راہ را درست نمایند۔ آن ہا رفتند  
 و ما ماندیم۔ حالا از ہر طرف دیہ و قلع مردم قوم  
 از آمدن من خبر شدہ نحد و کلان وزن و مرد و دختر و بچہ

وپیر و جوان رسیدند۔ دست بوسی و روئے بوسی  
 شروع شد۔ من اندین ہجوم مرد و زن بیج کیے را  
 نہ مے شناختم۔ نہ این برادر زادہ ہائے ریش سفید  
 خود را۔ نہ خانم ہائے شان را و نہ اولاد و اطفال  
 شان را۔ پس بہ واسطہ محمد ناصر معرفتی مے شدند۔  
 کہ این فلان برادر زادہ تان و این خانمش و این  
 مادرش و این بچہ و دخترش و این نواسہ اش  
 است۔ علیٰ ہذا القیاس من مے پرسیدیم نام خانم و  
 نام پدرش چیست۔ مادر خانم و دختر یا نواسہ کیست  
 بہ این سلسلہ بہ شناخت مے آمدند کہ خوب حالا  
 غنیمیم۔ این ہم یک طرفہ تماشا بود۔ آن ہا بطرف  
 من بغور نگاہ مے کردند کہ بہ خیال شان من  
 دارائے یک ریش سفید و دراز تسبیح و دست  
 عامہ بکسر و چوغہ و ربہ۔ حالا کہ مے دیدند یک شخص  
 کہ سفید ریش و بروت تراشیدہ کلاہ انگلیسی پوشیدہ و

بہ لباس ارد پانی بلبوس۔ حیران مے شنند کہ در قصہ ماچہ  
 بود و در نظر چہ آمد۔ بہر حال محبت و کشش خون جانین را  
 قریب تر ساختہ صادقانہ الفت و یک رنگی باہم پیدا  
 شد ایشان مرا بہ چشم احترام و عزت مے دیدند و  
 من خیلے مسرور و خوش مے شدم۔ کہ الحمد للہ ایشان  
 بہ حالت آرام بودہ دارائے زندگانی با شرف و با عزت  
 بودند۔ من اگر حرکت ہم مے کردم از دن و مرد با زویم را  
 مے گرفت و کسے پا پوشم را ہمیش پایم مے گذاشت۔  
 کسے پائے بلیم را چابی مے کرد و کسے با دبیزن گرفتہ  
 ہوا مے داد مے دیدم کہ ہر یک کوشش داشت و فخر  
 خود مے داشت کہ کدام خدمتے برایم از دستش  
 بر آید۔ بسیار شکرانہ خدا را بجا مے آوردم۔

قوم ما در میان عزیزان خود رسم پردہ داری  
 ندارند۔ مثل خواہران و دختران ہمہ را بہ چشم نیک  
 مے بینند۔ جوانان را مثل برادر و اولاد خود مے دانند



در زمانہ قدیم ہمیں رویہ در خاندان مابلودہ کہ تا  
 حال برقرار است۔ اکنون طعام تیار شدہ درین  
 فرصت قلیل چہ قدر اہتمام و انتظام۔ مرغ۔ بلاؤ۔  
 سالن و شیرینی و میوہ وغیرہ کردہ شد۔ بعد صرف  
 طعام چائے نوشیدہ گفتم حلالے خواہم۔ قدرے  
 استراحت کینم۔ یک ہلنگ اعلیٰ بالسترو صاف  
 و پاکیزہ در یک اطلاق علیحدہ تہیہ شدہ بود۔ مرا آن جا  
 رسانند۔ کسے بوت مرا کسے جراب مرا و کسے کوت  
 مراے کشید۔ و ہر یک سے خواست کہ درین عہد  
 بر یک دیگر سبقت حاصل کند۔ کسے بہ پائے مالیہاں  
 و چاہی کردن من مامور شد۔ من متبسم شدہ گفتم  
 لطف شما ز یاد۔ من بہ این با عادت نہ دارم۔ بلکہ ابید  
 یک دو ساعت استراحت کینم۔ باز ہم دو جوان بیرون  
 دروازہ اطلاق بنشستند کہ شاید کدام ضرورت پیش  
 شود۔ خوب آرام کردم۔ ساعت پنج عصر آوازہ دادم۔

آن دو جوانان رسیدند۔ گفتند کہ در صحن حویلی بہ کنار  
 جوئے فرش کردہ ایم برائے شما کرسی گذاشتہ  
 شما بہان جا چائے نوشید۔ باز وہائے مرا گرفتہ  
 آن جا رسانیدند۔ چائے و کچہ ہا ہر قسم تیار بود۔  
 ہمہ یک جانشہ چائے نوشیدیم و مجلس ما گرم  
 شد درین بین محمد شعیب خان برادر زادہ ام گفت  
 از عرصہ سسی پنج سال دو کلنگ ہوائی در باغ نگاہ  
 کردہ ایم۔ چار سال مے شود کہ بیضہ دادہ و چوچہ  
 کشیدہ اند۔ و ہر سال دو چوچہ پیدا مے شود۔ کہ تا امروز  
 پنج گاہ کلنگ صحرانی در خانہ چوچہ نہ کشیدہ۔ حالاً بیت  
 روز مے شود کہ چوچہ پیدا شدہ بہ پسر خود گفت کہ رفتہ  
 از باغ بیار۔ ہر دو کلنگ را با دو چوچہ ہا آورد۔ چوچہ  
 بیت روزہ بہ نمونہ چوچہ طاؤس یا سارس بود۔  
 دانہ انداختند۔ چیدند۔ و گشتند۔ برادر زادہ ام گفت  
 کہ صیک موضع کوہستان دو جفت کلنگ صحرانی

از عرصه ۸۵ سال موجود است. بیشتر که هر قدر عمر داشتند  
 آن علاقه. درین میان دیگر مردمان قوم که در خواجہ خضر  
 و دیہ قاضی بودند خیر شده برائے ملاقات من رسیدند.  
 درین آنہا یک نواسہ عمیم عطاء الحق جان برگیدہ را  
 کہ بمرشش سالگی دیدہ بودم بارش سفیدش شناختم  
 و خیلے شدم کہ یک صورت قدیم را دیدم. این ما ہمہ  
 برقالین ما و من بہ فرار چوکی نشسته اختلاط مے کردیم  
 و ذکر ایام قدیم و زحمات گذشتہ را کہ در ہندوستان  
 بالائے ما وارد شدہ بود یاد مے کردیم و بہ حالت موجود  
 شکر خدا را بجائے آوردیم کہ نام و نشان خاندان ما  
 نیست و نابود نہ شدہ بود و ہمہ زندہ و سلامت اند  
 و بہ آرام و استراحت حیات خود را بسر مے برند.  
 شام شد. طعام شب کہ خیلے پر تکلف بود خوردیم.  
 ساعت ۱۱ بجہ شب در میان باغچہ من بر پلنگ و  
 جملہ خوردان برقالین بر صفحہ باغچہ خوابیدیم.

ہوا خیلے خوشگوار بود بہ راحت واستراحت خواہیم  
صبح زود تر برخواستیم۔ آن ہا نیز بیدار شدہ بودند۔

برخوردار ہر گید میر عطاء الحق جان طرف دیہہ قاضی رفتہ  
بود و ما ہمہ را در قلعہ خود دعوت طعام چاشت دادہ بود  
من شب گفتہ بودم کہ در زمان سالتی یک قسم نان نختہ  
مے شد کہ درونش قروت مے گذاشتند و در روغن  
سرخش مے کردند۔ اورا قتی مے گفتند۔ دیدم کہ  
صبح ہمہ رائے چائے علاوہ از دیگر چیز ہا آن نان ہم حاضر  
بود بعد از مدت دراز این را بہ یاد قدیم خوردم ہوائے  
مزہ۔ و ذائقہ اش بہان بود کہ اخذ کردم۔

حالا این سوال پیدا شد کہ تا بہ دیہہ قاضی و قلعہ  
کہنہ خود ما در خواجہ خضری کہ بفاصلہ سہ میل بودہ چگونہ  
رسیدہ شود۔ کہے گفت کہ برکنادہ آرام چو کی چوب  
ہائے مضبوط و دراز را بستہ شما را بردوش آدم  
ہا مثل داندی مے رسانیم آخر الامر برخوردار محمد کریم جان

تجویز کرد که یک اسب بسیار شریف و با آرام واد  
 بر آن سوار شوید گفتم اسب سواری برایم دشوار نیست  
 اسب جوانی و چوگان بازی با کرده ام لکن بعد از  
 افتادن که کرم مضروب شده اندیشه می کنم که  
 خدمت بر آن وارد نشود - گفتند آزمائش می کنیم  
 اسب را آورده چوکی گذاشتند بالائے چوکی مرا بالا  
 کرده و بر زین سوار کردند حرکت کردم بیچ زحمت و درو  
 در کرم وارد نشد - گفتم خیلے خوب و روان شدیم  
 بطرف دیه قاضی - مردم قوم و دیگر این همه جمعیت  
 خویشان و اقوام و مردم زیر جلو اسپم روان و من  
 با کلاه و لباس اردو پائی بر اسب سوار از راه های  
 تنگ باغها و جوی های پهلای نامرمت شده -  
 خدا خدا گفته در حدود خواجه خضری رسیدیم -  
 درین جا نه نام و نشان قلعه بود و نه باغ و آسیا  
 و عمارت - نه درخت و نه حوض - حیران شدم

کہ میں چہ شد گفتند انقلاب :-

رَبُّكَ الْآيَاتُ تَذَكُّرُهَا بَيْنَ النَّاسِ -

جائیکہ بود و باش مابود - در طفلی مابچہ ہائے مہم  
 بازی مے کر دیم - دور مدرسہ کہ سبق مے خواندیم  
 و در حوضہ کہ شناوری مے کر دیم و در باغے کہ ہر  
 درخت مابالاشدہ میوہ مے خور دیم ازین مایک  
 چیز باقی نہ ماندہ - نَاعْتَبِرْ و یا اولی الابصار -

گفتہ روان شریک مقبرہ آباد اجداد من از ہمہ دیران  
 تر - نہ آن درختان رعنا و زریا و سبزہ و گل چند قبر ہا  
 بے نام و نشان و خرابہ - دورش یک دیوارستہ<sup>(۳)</sup>  
 فیت خام برادر زادہ ام بہ تخمین و توکل مے گفت -  
 کہ میں مرقد منوب میر مسجدی خان غازی و شہید است  
 این مدفن میر غلام محی الدین خان غازی و شہید این قبر  
 میر ویش خان بر میر احمد خان غازی و صاحبزادہ غلام  
 جان است وغیرہ - بر مزار ہائے ایشان ایستادہ

دعائے منفرت گفتم۔ وپرسیدم کہ امیر حبیب اللہ خان  
 شہید برائے تعمیر گنبد و درستی این زیارت و مرقد  
 صاحبزاده غلام حیدر خان مرحوم کہ مبلغ دوازده هزار  
 روپیہ داده بود۔ چه شد؟ گفتند برخیر و خیرات و غیره  
 صرف شد۔ تعجب کردم و یہ ہمہ مردمان قوم خود کہ ہمراہ من  
 بودند گفتم کہ حالا باید این زیارات را سرازیر ترتیب داده شود۔  
 و بر قبر ہالوہائے سنگ با نامہائے متوفیان نصب کردہ  
 شود۔ نیز انتظام باغ و مسجد و حوض و غیره کردہ شود۔ تاکہ  
 نام و نشان آبا و اجداد ماہاتی ماند۔ این تجویز مرا ہمہ ایشان  
 قبول کردند گفتم۔ نقشہ و تخمینہ خرچ را سنجیدہ مرا اطلاع  
 بدہید۔ تا این کار درست شود پس ازان بہ برخوردار  
 محمد ایوب جان خسروی کہ نواسم بردارم است و  
 یک جوان فہیدہ و خوش نویس و شاعر عبارتے کہ بر لوح  
 مزار میر مسجدی خان غازی و شہید لازم بود گفتم و او نوشت  
 تاکہ بر لوح سنگ نصب شود۔ دعا گفتم طرف دیگر قلعہ جات

عموے مرحوم خودروان شدم۔ در مقابل مقلعہ میردرویش  
 مرحوم و عمویم غلام صدیق خان مرحوم بود۔ پرسیدم کہ  
 این قلعہ چہ شد۔ نشان دادند کہ یک تودہ خاک باقی  
 ماندہ پس بہ دیدہ تاسف بنگاہ کردم۔ دیگر چہ مے  
 توانستم کرد۔ تاثر کہ بردل و دماغم طاری شد آن را نہ  
 بہ شما ناظرین فہایندہ مے توانم ونہ شما فہمیدہ مے  
 توانید البتہ آن کس اندازہ مے تواند کرد۔ کہ آن ہارا  
 بآن جمع و جوش دیدہ و حالا بہ این تباہی و خردی مے  
 بیند۔ بقول حضرت سعدی شیرازی ع

گفتن ز نور لا حاصل بود بوی بایکے در عمر خود ناخورہ نیش  
 تا ترا حال نباشد ہجوما بوی حال ماناید ترا ز انسانہ بیش  
 پرسیدم کہ این حالات چہ گونه واقع شد گفتند  
 ما و شما و جملہ قوم کہ فرار شدند این خانہ و قلعہ ہات  
 بے صاحب ماندند و خالی از انسان بہ مرور ایام غیر  
 آباد و بے مرمت افتادند۔ چوب ہائے سقف و



عروسی و دروازہ بالا۔ ہر کس کہ دست یافت بہرہ۔  
 مثل مشہور است کہ خانہ خالی را دیوے گیرد ہمیں  
 صورت ورین جانمیز بر روئے کار آمد۔ اکنون ما  
 بیشتر روانہ شدیم جانب دیہہ قاضی و صد  
 صد آفرین بر این اسپ کہ واقعی فرس است  
 و فراست داد۔ از پل ہائے فوساختہ کجوبی و سنگی۔ و راہ ہائے  
 ننگ و تاریک بہرہ خوبی و دانائی ابن جبر۔ مرا بار بار جملہ  
 گناہان گذشتہ دیدیم قاضی رسیاریم۔ قلعه عمویے خود  
 میر غلام احمد مرحوم را دیدم۔ قبلاً عمارت خوش منظر بود۔  
 دارائے سرائے و باغ و گل و درخت ہر قسم بہترین  
 میوہ جات و ہزاران تاک انگور و حوض و غیرہ۔ اکنون  
 از قلعه خواجہ خضری خراب تر۔ یک نواسہ عمویم۔ کہ  
 عبدالباقی جان نام داشت از من کوچک تر و باما  
 مدپشا ور بود۔ از احوالش پرسیدم۔ گفتند زندہ  
 است و در کنج این قلعه کہ خانہ پدری داشت آباد

است و از بینائی معذور خبرش دادند بارش سفید  
 و عصائے کوری بر شانه یک پسر خود دست نهاده  
 آمد هیچ نشناختش آه آن جوانی و این فرسودگی  
 و پیری و ضعیفی.. بقول شاعر  
 یکے پرسید از پیر دل آگاه بؤ که خم گشته چه می جونی درین راه  
 جوابش داد پیر خوش تکلم بؤ که ایام جوانی کرده ام گم  
 از احوالش جو یا شدم گفت شکر خداست  
 یک لمحہ قلیل ملاقات کردیم و با یک دیگر وداع گفتیم  
 حالا مادر قلعه نوسه عموئے خود بر گکیدر  
 عطاء الحق جان رسیدیم - او مطابق رواج قومی بتقریب  
 آمدن من یک گاو را حلال کرده گوشت آن را خیرات کرد  
 یک قلعه جدید - دارائے باغ و عمارات خوش منظر و  
 تالاب و درختان پرمیوه - برکنارہ نہر و پشتہ افتاده - کہ  
 رو برویش در نشیب بصد ہا میل دادی کوہستان  
 و دریا ہا و باغات - و سبزہ زار ہا و ریگ روان نمودار

و ہر دیدہ بنینا را دعوتِ نظارہ میدادند۔ زیر درختان  
 سایہ دار فرش و فروش گسترده بر آن چوکی را گذاشتند۔  
 من نشستم و شکر خدا را بجا آوردم کہ یک خانہ آباد عزیز  
 خود را دیدم۔ نزدیک اش برادر کوچک او محمد کریم جان  
 نیز یک قلعہ جدید با باغ و عمارت زیبا و تشنگ تعمیر کردہ  
 فالحمد للہ علی ذالک کہ نسل موجودہ ما آرام و استراحت  
 بہ زمینداری خود و استخدام حکومت آباد و فارغ البال  
 ہستند۔

برگیدیر مذکور یک باغ و عمارت را بہ حکومت بہ  
 کرایہ دادہ کہ بچہ ہائے نوجوان قوم برائے تعلیم عسکری  
 این جامعہ اند حکومت برگیدیر مذکور را مشاہرہ وافر میدہد۔  
 زیر دستش چند معلم دیگر ہم کار میکنند۔ چائے نوشیدیم  
 و صحبت و اختلاط شروع کردیم و رینجا زنان و مردان  
 قوم من بہ عمدہ کثیر جمع بودند۔ ایشان من گناہگار را بہ  
 نگاہ احترام مے دیدند و من نیز جانب شان دیدہ

خوش می شدم و از صحبت شان خط می برداشتم  
و شکر ایند را بجای آوردم که خدای کریم بعد مدت  
مدید این موقع را به من ارزانی فرمود که از ملاقات  
خویش و اقارب خود بهره مند شدم -  
شکر خدا که از مدد نجات کار ساز

چیزی که خواستم ز خدا شد میسر  
وقت طعام شد - غوری های پلاؤ و مرغ و کباب  
بریان با خوراکه های لذیذ بر دسترخوان چیده شد - دعا  
گفته به خوردن آغاز نمودیم - این یک رسم قدیم ملک  
ماست که قبل از شروع کردن طعام و بعد ختم طعام  
دعا خوانده می شود - الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا -  
یعنی ستایش مر خدای را که ما را نان و آب عطا کرده -  
بعد از نوشیدن چای سبز - من حسب عادت  
خود استراحت کردم و ایشان نیز به شغل و کار استراحت  
افتادند -

هنگام عصر بیدار شدیم دور چائے و کلمچ و میوه شروع شد.  
 درین بین ایوب خسروی گفت - برادر زاوہ کوچک  
 من کہ محمد اسمعیل نام دارد بعمر نہ سالگی خیلے خوش  
 نویس است - نزد خود خواستمش گفتم چیزے بنویس  
 نوشت - واقعی کہ بہ مناسبت عمر خود خیلے خوش  
 نویس بودہ - گفتم برادر بزرگت شاعر است  
 تو ہم شعرے کوئی؟ گفت بلے صاحب! گفتم  
 برائے این خوش نویسی پنجاہ روپیہ بتو انعام  
 مے دہم برائے شاعری مبلغ پنجاہ روپیہ برو اضافہ -  
 چیزے بنویس! چند اشعار نوشت - اگرچہ آن  
 اشعار حضرت بیدلؒ بود مگر من برائے دل جوئی او  
 شاباش گفتم و انعام دادم خیلے خوشنود شد.

## واپسی از کوہستان بطرف کابل

من بہ دوست خود عبدالغزنی خان گفتہ بودم کہ روز دیگر ساعت شش بجہ شام از کابل موتر در چاریکار بیارو کہ واپس برویم۔ روز دیگر ساعت ۲ بجہ ظہر بہ برادرزادہ خود محمد حسن گفتم کہ بر سائیکل سوار شدہ چاریکار برود و عبدالغزنی خان را بگوید کہ انتظار کند۔ من مے رسم۔ حالاً مشکل این بود کہ از اینجا تا چاریکار کہ ہشت میل فاصلہ وارد چہ طور رسیدہ شود گفتہ۔ این راہ خیلے خوب تر است پل ہا و جوئے ہا را درست کردہ ایم یہ شما زحمت نہ مے رسد۔

من این امر را مناسب نہ دانستم کہ موتر جدید و خوب یک دوست خود را خراب کنم۔ گفتم بلکہ از چاریکار برایم یک موتر کرایہ بیاورید۔ برادرزادہ

ام گفت من افسر جیپ ہائے کمپنی ے باشم۔  
 درستون درہ جیپ موجود اندیکے رائے آرم  
 باوجود این ہمہ شان ہمیں خواہش و آرزو  
 داشتند کہ من اقامت خود را ادامه دہم و چند  
 روز دیگر نزد ایشان بہ حیث مہمان بگذرانم۔  
 من ے خواستم کہ بہ کابل برسم و ازان جا زود  
 تر جانب پشاور روانہ شوم کہ مہانداری و  
 مفت خوری از اندازہ زیادہ شدہ بود۔

بقول شاعر:-

از ان پیش بس کہن کہ گویند بس  
 اگرچہ بہ فضل خدا کسے بس نہ ے گفت  
 بلکہ خواہش داشتند کہ زیادہ مقیم باشم۔  
 بالخصوص خواہش دل خاندان سفیر کبیر این  
 بودہ کہ من دیرتر در کابل قیام کنم۔  
 پس برادر زادہ ام بر خوردار محمد حسن طرف

چار یکار روان شد و ما بہ صحبت و اختلاط مشغول  
 شدیم۔ ساعت شش و نیم بجہ شام شد و  
 درک جیب نامعلوم فہمیدم کہ امشب رفتن  
 من نہ شد و من ہمیں جا مقیم خواہم ماند۔ همان  
 ساعت آواز جیب بگو ششم رسید۔ برادرزادہ  
 ام آمد گفت کہ باعث تاخیر این است کہ دستون  
 درہ جیب ہا موجود نہ نمود۔ من بہ حاکم اعلیٰ  
 اطلاع دادم۔ موصوف جیب خود را برائے تان  
 فرستادہ۔ من سوار شدہ روانہ شدم۔ پنج نفر  
 از عزیزانم در کنارہ ہائے جیب خود را جائے دادہ ہمراہ  
 شدند باوجودیکہ پل یا دراہ ہا را مرمت کردہ بودند  
 باز ہم خانہ جیب آباد کہ بہ یک ساعت مارا۔  
 چار یکار رسانید۔ عبدالعزیز خان با موتر خود موجود  
 بود۔ شکریہ گفتم۔ بہ منزل حاکم رفتہ موجود نہ  
 بود۔ سلام و پیغام شکریہ گزاشتم و طرف کابل



روان شدم - ساعت نه و نیم بجه شب به کابل رسیدیم - دوست من عبدالعزیز خان به من گفت که شب در منزل من استراحت کنید - و فردا به خانه سفیر صاحب بروید - قبول کردم و به سفیر صاحب به ذریعه تیلیفون مخابره کردم - موصوف را اطلاع دادم که فردا بجای خود می آیم - چونکه موسم گرم بود و من خیلے ماندہ و نزلہ شدہ بودم - شربت نوشیدیم کہ ماندگی راہ رفع شود - درین اثنا سفرہ چیدہ شد و طعام در رسید - چہ طعامی بود خوش ذائقہ و لذیذ و پر مکلف - والدہ محترمہ میزبان - برادر خوردش کہ یک نوجوان زیبا منظر و خوش گل است با محمد حسن حبان دوستش کہ در سفر کوہستان ہمراہ ما بود یک جا نشسته طعام صرف کردیم - بعد ازین در اطاق خواب رفتیم - کہ خیلے منظم و آراستہ بودہ بالستر

خوب وزم و آرام ده - و تشناب فلش سستم و حمام  
 گرم و غیره - شب ہمہ شب بہ استراحت تمام  
 خواب کروم - ہنگام صبح چائے باکلیچہ و میوہ و بیضہ  
 نیم برشت حاضر بود - چائے نوشیدہ حمام کروم  
 و لباس خود را عوض نمودہ جانب بنگلہ سفیر صاحب  
 روان شدم - دلائل ہا سردار محمد علی خان رئیس تشریفات  
 تیلیفون کرد کہ اعلیٰ حضرت ہمایونی سے خواہند شمار  
 شرف ملاقات بخشند فردا ساعت ہفت و نیم شام  
 موتر ذات شاہانہ برائے آوردن شامے آید و ساعت  
 ہشت شام بحضور اعلیٰ حضرت ہمایون شام مشرف مے شود  
 شکر یہ گفتم - دزدوم ہا تیلیفون آمد کہ اعلیٰ حضرت خود یاد  
 فرمودہ امر نمودہ اند کہ بجائے فردا شام - پس فردا شام  
 بیایند - کہ یک مصروفیت پیش شدہ پس فردا موتر  
 ذات ملوکانہ رسید سوار شدہ روانہ شدم - درون ارک شاہی  
 پہرہ دارن عسکری مسلح ایستادہ موتر ماگہ درون رسید

سلام کردند رفتار موثر مہدی پے شد۔ من حیران کہ چرا  
 این چنین سست رفتار مے کند۔ موثر وان۔ بار بار  
 جانب آسمان نظر مے کرو۔

من پیروی اش کردم۔ ویدم کہ ساعت بزرگ بر  
 کلاک تاور نصب است و سه دقیقه کم پشت بجہ  
 است فہیدم کہ مے خواہد کہ بہ وقت معین برسد۔ نہ  
 یک دقیقه پیشتر و نہ یک دقیقه پستتر۔ بہ یک حدے  
 کہ برائے ایستادن موثر معین بود۔ موثر ایستادہ شد۔  
 یک جوان دویدہ آمدہ اشارہ کرد کہ پیش برو۔ تا بہ حد زینہ  
 ہائے قصر رسید برائے پیشوائی ام سردار محمد علی خان ویک  
 صاحب منصب عسکری حاضر۔ از موثر بازو ہائے مرا  
 گرفتہ پائین کردند سلام با یک دگر گفتم۔ چار زینہ ہائے  
 کشادہ با فرش قالین و برکنارہ ہر زینہ یک جوان  
 بالباس سیاہ ایستادہ کورنش بجائے آورد۔ و بعد  
 طے این زینہ ہا۔ چار زینہ ہائے دیگر بود۔ مرا بچنان از



عاجزرت عمامون مجد ظاهر شاه بارشاه افغانستان

ہازو ہاگرفتہ بالا بروند۔ دریک اطاق نشیتم رئیس تشریفات رفت۔ و  
منصب دار عسکری با من مصروف اختلاط شد بعد از سه چہار دقیقہ رئیس  
موصوف آمدہ گفت بیایند۔

## شرف باریابی بحضور اعلیٰ حضرت

دریک اطاق د ازان جا دریک اطاق دیگر رسیدیم۔  
دیدم کہ اعلیٰ حضرت ذات شانانہ درین جا ایستادہ سلام  
عرض کردم پیشتر تشریف آور دند۔ خواستم کہ  
دست شان را بگیرم نگذاشتند و در بغل کشیدہ بوسہ  
دادند من ہم پیروی کردم۔ یک مہزوستہ چوکی موجود بود۔  
امر فرمودند کہ بنشین۔ خود شان نیز بر یک چوکی نشستند۔  
بر دیگر چوکی داماد و پسر عموئے شان سردار محمد ولی خان  
نشست بعد از احوال پرسی فرمودند کہ بعد از چند  
ہفت بہ وطن خود آمدی۔ عرض کردم کہ پس از شصت  
و شش سال۔

فرمودند چہ فرق دیدی؟ گفتم سوائے دریائے کابل

کہ دین شہر روان استاد کوہ آسامانی و شیر دروازہ۔  
 دیگر بیچ کابل را نشناختم۔ سبحان اللہ! چہ دیدہ بودم  
 و اکنون چہ شہر آباد و عمارات جدید بنظم آمد۔ فرمودند  
 کہ بے چند عمارات و جادہ ہا درست شدہ لیکن چیزے کہ  
 خواہش و ردل من است کہ ملک و وطن و قوم خود را  
 آباد کنم و آسایش بہم برسانم ہنوز چیزے کردہ نتوانستم۔  
 ملک خود تو ست۔ تو خبر داری ما غریب ہستیم آنچہ باید  
 از دست مانہ مے آید۔ شما ہم دعا کنید کہ چیزے کہ  
 آرزو داریم خدا آن را پورہ کند۔ عرض کردم کہ نیت  
 نیک شمارا۔

خداوند کار ساز کامیاب خواہد کرد۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ

فرمودند کہ در کابل آن قدر دوستان فراوان

شما موجود اند کہ از روزے کہ آمدہ اید درین جا  
 ہمہ اوقات ذکر شما مے باشد و حاجت نماندہ کہ

چیزے مزید تم بہرسم۔ باز فرمودند بگو کہ درین مدت  
 دراز بھو و زبان تو چگونه برقرار ماند۔ عرض کردم کہ یک مدت  
 دراز در ہندوستان و کشمیر گذشتاندم اما جسم  
 آن جا بود و روحم بہ وطن کہ حب الوطن من الایمان  
 مشہور است۔ کوشش داشتم کہ در زبان مادری  
 خود زبان دیگرے رانیا میزم کہ مخلوط نشود۔  
 خذہ کردہ فرمودند۔ خوب۔

یک کتابے را کہ یک شخص۔ فدا حسین نام جمہار  
 نوج انگلیس نوشتہ درین کتاب واقعات محاربہ  
 اول انگلیسہا را با افغانستان کہ در سال ۱۸۳۹ء  
 ۱۷۴۲ء میلادی بہ وقوع آمدہ بود مثلاً برون  
 انگلیسہا شاہ شجاع پناہ گزین را از لودیانہ بعد از  
 ۲۶ سال سقوط سلطنتش۔ و عہد نامہ شاہ بالارو  
 اکلیند و مہاراجہ رنجیت سنگھ در فیروز پور دروانہ  
 شدن شاہ شجاع طرف سندھ و محاربہ با ایران

سندھ و رسیدن در قندهار و جنگ با سرداران  
 دفتح قندهار و عنزین و رسیدن شاه به کابل و  
 شکست امیر دوست محمد خان مرحوم و فرار شدن  
 موصوف به طرف بخارا و قتل شاه شجاع و  
 مسکناتن با شانزده هزار فوج گوره و باقی فوج ہندی  
 و بلوای مردم کابل بر علیہ انگلیسہا و جہاد جہد مرحوم  
 میر مسجدی خان و حالات شہادت آن مجاہد کہ  
 تصدیق آن را در کتاب خود نور کہستان کردہ ام -  
 مصنف کتاب من و عن درج کردہ - بحضور اعلیٰ حضرت  
 ہمایونی تقدیم کردہ عرض نمودم کہ من این نسخہ را کہ بہ  
 زبان روزمرہ در اردو بر کاغذ کشمیری نوشتہ در لاہور  
 دیدم - چونکہ علاوہ بر حالات جنگ انگلیس با افغانستان  
 ذکر جہاد جہاد مجہد میر مسجدی خان مرحوم نیز درین  
 دیج بود اورا خریدم - چونکہ ذات شاہانہ با وجود  
 دیگر اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ دارائے علم و



مقدردان مآثر قدیم سے باشند۔ تحفہ بہترین کتاب  
بنظم نیاید کہ بحضور تان بگذارم۔

پائے لٹخے پیش سلیمان بروں

عیب است ولیکن مہر است از موی

اعلیٰ حضرت کتاب را گرفته فرمودند کہ ازین بہتر تحفہ

نزد من مقتدر نیست و من بیمار خوشنود شدم۔

زنگ زود رئیس صاحب تشریفات حاضر آمدند

بہ مشارالیه امر کردہ شد کہ باید این کتاب زود تر بہ

زبان فارسی ترجمہ کردہ شود۔ چوں رئیس صاحب

بیرون رفت عرض کردم کہ سردار محمد ولی خان خیلے خوش

مزاق نوجوان است۔ فرمودند چطور! عرض کردم کہ

موصوف با والا حضرت سردار شاہ ولی خان غازی

و والدہ محترمہ خود کہ از اروپا آمدہ در گورنمنٹ ہاؤس پشاور

مہمان دولتی بودند۔ این بندہ برائے پذیرائی شان

مقرر بودہ آقائے موصوف با والدہ محترمہ خود گفت کہ

نور محمد شاہ در کتاب خود نور کہستان جد شہا امیر عبدالرحمن  
خان را دشنام دادہ - والدہ صاحبہ شریفہ اش سوئے  
من نگاہ کردہ فرمودند نہ نہ این مناسب نہ دارد - عرض  
کردم عزاق مے کند - خدا نہ کند کہ کسی را دشنام بدہم  
یا بدگویم - البتہ واقعات عہد حکومتش را نوشتہ ام و  
این را ہم نہ مے نوشتم مگر بہ خیال این تحریر کردم کہ در آیندہ  
بادشاہان و حکمرانان عبرت بگیرند - و بس -

اعلیٰ حضرت ہمایونی جانب سردار موصوف دیدہ  
خندہ کرد و سردار ہم متبسم گشت - بعد ازین عرض  
کردم کہ برائے زیارت مرقد شاہ شہید رفتم - عسکری  
پہرہ دار نگہداشت کہ زیارت کنم - ہر قدر اصرار کردم - کم  
تر شنید - بہ من گفت امر حکومت نیست من چہ کنم -  
واپس آمدم - اعلیٰ حضرت فرمودند کہ کار گنبد جاری است -  
خاک و گرو است - اگر از خارج کسے مے خواہد - کہ  
زیارت مرقد شاہ شہید را بکنند اول باید کہ اطلاع

بدہ تاکہ کار بند شود و او بہ زیارت مشرف گردد ۔  
 عرض کردم کہ دیروز بحضور والا حضرت سردار شاہ ولی خان  
 تیلیفون کردم کہ مے خواہم برائے دیدن شما حاضر  
 شوم ۔ جواب آمد کہ والا حضرت مے فرمایند کہ طبیعتم  
 خوب نیست ۔ در لباس خواب ہستم ۔ اگر بہین  
 لباس مے خواہید مرا بہینہ اعتراض نہ لازم ضرور بیایند  
 رفتم مہربانی فرمودہ خوش آمدید گفتند ۔ نشستم ۔ والا  
 حضرت یک چوغہ دراز پوشیدہ بودند ۔ عرض کردم کہ  
 من برائے دیدار شما مے آدم نہ برائے دیدن  
 کوت تیلون شما ۔ مے دانم کہ بہ ہزلار یا وارید ۔  
 خذہ کردہ مکرر خوش آمدید گفتند ۔ این سخن را بہ اتمام رسانیدہ  
 بحضور اعلیٰ حضرت عرض کردم کہ زیارت شاہ شہید نیز ہیں مثال واردمن  
 برائے زیارت اعلیٰ حضرت رفتہ بودم اگر دران جا گرد خاک  
 باشد مرا چہ ؟ از پشاور تا این جا اینقدر خاک خورہ  
 ام کہ اگر چند مشت خاک مرقد مبارک اعلیٰ حضرت مشہیم

بخورم فرق نہ سے کند۔

رنگ زوند رئیس صاحب تشریف آوردند۔ حکم  
فرمودند کہ ہر وقت کہ صاحبزادہ بخوابد درموترا با یک  
منصبدار رہنا۔ موصوف را بہ گنبد شاہ شہید برسا  
نید۔ شکر یہ گفتہ۔ عرض کردم در کتاب ہا و روزنامہ ہا  
عکس اعلیحضرت ہمایونی شائع مے شود من ہم  
مے خواہم کہ یک عکس ذات ملوکانہ بہ من مرحمت  
شود بہ یادگار و افتخار این شرفیابی بحضورتان در  
اطاق خود بگذارم۔ رنگ زودہ شد۔ رئیس تشریفات  
امر فرمودند کہ یک عکس اعلیحضرت ہمایونی را برایم  
برساند پس فرمودند ملک و جائداد خود را دیدہ  
خوش مے شوی۔ بہر جا کہ مے خواہی برو۔ عرض  
کردم مرحمت شما زیاد۔ لطف شما کم نہ گردد۔  
دیگر چیزے گفتگو ہم شدہ باشد۔ در آخر فرمودند  
کہ چند روز دیگر درین جا مقیم باش۔ زود واپس

مرد گفتم خیلے خوب آرزو داشتم کہ بحشتم سیر ملک  
 و عزیزان و دوستان خود را بینم۔ دیدم۔ چل  
 دقیقه ملاقات شدہ بود۔ عرض کردم کہ خیلے وقت  
 علیحضرت را اگر منتم اجازہ مے خواہم۔ برخاستہ  
 فرمودند کہ من از دیدنت خیلے خوشنود شدم۔  
 این ملاقات آخری ما و شما نیست باز ہم  
 ملاقات خواہیم کرد۔ عرض کردم ہر وقت حکم  
 شود حاضر مے شوم۔ و این را وجہ افتخار و سعادت  
 خود مے دانم۔ خدا حافظ گفتہ رخصت شدم۔  
 سہ چار روز بعد۔ تیلیفون رئیس تشریفات  
 آمد کہ من خود نزد شما مے آدم اما مناسب  
 کہ شما در منزل من آمدہ جائے بنوشید۔ قبول  
 کردم۔ عصرانہ جائے پرتکلف باہم نوشیدیم و  
 صحبت و مجلس کردیم۔ ایام دیرہ دون و دہلی و  
 ذکر والد مرحومش سردار محمد موسیٰ خان و والدہ

مرحومہ اش بیا د آور دیم ۔ بالآخر بہ خاستہ یک عکس  
 اعلیٰ حضرت ہالیونی را با فریم و پوش آورده بہ من  
 داد کہ اعلیٰ حضرت مرحمت فرمودہ و نوشتہ اند ۔  
 "برائے صاحبزادہ نور محمد شاہ" شکریہ ادا کردہ گفتم کہ  
 یہ بحضور اعلیٰ حضرت ممنونیت مرا عرض کنید ۔  
 اکثر حب خواہش والا حضرت فیلد مارشل  
 سردار شاہ محمود خان غازی بخدمت شان  
 مے رسیدم در گلہباغ مہربانی فرمودہ مراد موتر  
 با خود مے بردند ۔ چائے نوشی و مجلس مے  
 شد ۔ وقت شام مرا بہ خانہ سفیر صاحب مے  
 رساندند ۔ ہر قسم مذاکرات دیدہ و گفتہ و  
 شنیدہ در میان مے آمد ۔ موصوف شخصہ  
 بغایت خلیق و شریف و ہوشیار است  
 بہ حیث مجموعی جملہ ذوات محترم این خانہ دان  
 خیلے متواضع منکر المزاج نیک کردار و با اتفاق



اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ و والا حضرتین  
سردار شاہ ولی خان غازی و سردار شاہ محمود  
خان غازی

ہستند۔ از چند پشت تا حال۔ بہ ہمان یک دستور  
 مے گذرانند۔ ہمین محاسن و فضائل شان ایشان را  
 بر تخت شاہی افغانستان رساندہ۔ و تا وقتیکہ  
 این فضائل و محاسن در وجود شان باقیست  
 برقرار و بامراد خواہند بود و این خیال خود را بالمشافہ  
 بہ آن ہا نیز اظہار کردم۔

والاحضرت شاہ ولی خان خیلے علم دوست و با  
 اخلاق است اکثر بحضور شان حاضر شدہ بادین  
 یک دیگر خورسند شدہ مرخص مے شدم۔ ہنگامیکہ  
 وقت آمدن من سوئے پاکستان نزدیک شد۔  
 در پغمان بحضور شان تیلیفون کردم کہ خدا حافظ من  
 واپس مے روم۔ فرمودند کہ من خود برائے خدا  
 حافظی نزدت مے آدم لاکن درد پائے دارم اگر  
 مہربانی کردہ بہ پغمان بیایید۔ موتر خود را مے فرستم تا  
 از دیدنت خورسند شوم۔ چنانچہ موتر آمد۔ از یک



جاوہ جدید کہ زیر ساخت است بہ پنگمان رسیدیم۔ مرحمت  
 فرمودہ پذیرائی کردند۔ درچین باغ نشستہ چائے  
 نوشیدیم۔ پسر بزرگش سردار عبدالولی خان نیز  
 تشریف داشتند دو ساعت مجلس کردیم و اجازہ  
 خواستہ و خدا حافظی گفتہ جدا شدیم۔ فرمودند باز بیا۔  
 خودت از دیدن ملک و قوم خود خوش مے شوی و ما از  
 دیدنت خوشتر۔ ہمیں طور ہا سردار محمد نعیم جان وزیر  
 خارجہ دوبار ملاقات کردم۔ دعوت چائے مرحمت کرد۔  
 یک ساعت با ہم مجلس کردیم و وداع گفتم۔ شخصے  
 دانا۔ خندہ پیشانی خوش اختلاط و از سیاسیات  
 موجودہ دنیا با خبر است۔ ویلہ با و تررا۔ انسران و تجارت  
 معروف ہم ملاقات مے کردم۔ مہربانی مے کردند۔  
 دعوت مے دادند۔ اما درین تمام مجالس دربارہ واقعات  
 پاکستان و افغانستان کبے یک حرف ہم نہ مے  
 گفت۔ آنچہ گفتگو بود سرسری۔ از سابقہ حالات

افغانستان کہ من دیدہ بودم بہ بسیار دیکھی مے  
 شنیدند و نوجوانان تعجب مے کردند۔ یک روز اجازہ  
 گرفتہ در ارک ساخته اعلیٰحضرت امیر عبدالرحمن  
 خان مرحوم رفتہ۔ کہ حالا اکثر حصہ اش دفتہ  
 است۔ در سلام خانہ سابقہ برفتم کہ حالا  
 دران جا مجلس شوری قائم مے شو۔ رئیس مجلس  
 آقائے نوروز خان و دیگر اعضائے مجلس بے  
 حد پذیرائی مرا کردند۔ من این خواہش را اظہار  
 نمودم کہ آن مقام را مے خواہم بہ بینم جاییکہ  
 نزد غرہ اعلیٰحضرت امیر عبدالرحمن خان مرحوم ہر  
 آرام چوکی نشستہ دربار منعقد مے کرد۔ و من  
 از عمرہہ سالگی تا دوازده سالگی زیر کرسی موصوف  
 مے نشستہ۔ در عقب چوکی امیر صاحب چند نو  
 جوانان خوش گل نورستانی۔ ترکستانی و بدخشانی  
 کہ بہ نام غلام بچہ یا در سوم بودند مے ایستادند۔ لباس

آن ہا بود۔ کوت و پتلون سیاہ۔ کلاہ قرہ قولی بر سر۔  
 کمر بند بستہ کہ بالائے آن قبہ ہائے تقری می بود۔  
 نام ہائے اکثر می از ایشان را یاد دارم۔ مثلاً  
 ملک سفیر۔ محمد نعیم جان۔ ناظر صفروغیرہ ہمیں قسم  
 غلام بچہ ہائے دیگر با ہمیں لباس در مختلف حصہ  
 ہائے در بار ہائے پیش کردن چائے و چایم  
 مامور بودند۔

در سلام خانہ کہ طوش شصت گز و عرضش  
 سی گز بودہ با فرش و فرش آراستہ۔  
 اہل دربار بمطابق منصب و مراتب خود می  
 نشستند۔ تمام سلام خانہ از اہل دربار پُر می  
 بود و نزدیک علیحضرت سردار شمس الدین۔  
 خان ملاخان۔ قاضی عبدالرحمن۔ سردار محمد یوسف خان و سردار  
 محمد عظیم خان سمو ہائے محترم علیحضرت میر کولاب۔  
 میرنی خان والد صاحب محترم و سرور خان

پروانی وغیرہ سے نشستہ۔ شاہ آغاسی محمد سرور  
 خان عصائے طلائی در دست بطور وزیر دربار و  
 نائب سلطان کو توال وغیرہ ایستادہ سے بودند  
 زیر غرفہ کہ نزدیک بہ چوکی اعلیٰ حضرت بودہ۔ عرض  
 بیگی باریش حنائی کہ بہ منصب وکیل عمومی مامور  
 بودہ۔ جبرئیل عطا محمد خان۔ جبرئیل رستم خان جدیدی  
 نائب سالار امیر محمد خان چند منصبدار عسکری و چند  
 سپاہی عسکری و چو بدار برق مشاطر در کوت و بھس  
 کنواب ملبوس۔ تبر طلائی بر شانہ نہادہ۔ ہمراہ چند  
 شاطران دیگر موجود۔ دوازده راس اسب یک با ساز  
 و یراق طلائی ایستادہ۔ اکنون کہ من آن مقام را دیدم۔  
 سوائے من هیچ کس ازان ہا دران ہا موجود نہ بلکہ  
 زندہ نہ بودہ ہر آن کہ زاد بنا چار بایدش نوشید۔

ز جام دہرے کل من علیہا قان  
 کیفیت و حالتی کہ بر دل من طاری شد آن را نہ

مے تو انم در حیطہ بیان بیاورم۔ ذکر این سلام خانہ را در کتاب نور کہستان آوردہ ام۔ ناظرین مے توانند ملاحظہ بفرمائید۔

روز عید بذریعہ تیلیفون بہ خدمت والا حضرت شاہ ولی خان عید مبارک عرض کردم۔ جواب آمد کہ بعد از ادائے نماز عید۔ امروزہ بتقریب این یوم سعید۔ عدہ از صاحب منصبان عسکری و مامورین دولت درین جا حضور بہرسانیدہ تو ہم بیا کہ ایشان خیلے مشتاق دیدار تو مے باشند۔ من عرض کردم۔ خیلے خوب حاضر مے شوم۔

موتر والا حضرت آمد۔ سوار شدہ بخدمت شان حاضر شدم۔ تخیناً چہل ذوات محترم دران جا موجود بودند۔ برخاستہ پذیرائی ام کردند۔ والا حضرت یگان یگان را بامن معرفی نمودہ۔ من ہم بہ واسطہ نام ہائے آباؤ اجدادشان بعضے

راشنا ختم و پُرشس احوال شان را کرده - چند  
 دقیقه این محفل فرخنده منظر ادا می داشت -  
 مہمانان رخصت شدند من با والا حضرت نشسته  
 چائے و نقل و شیرینی عید را خورده و اختلاط کرده  
 رخصت حاصل نمودم -

یک دوست محترم من کرنیل عبداللہ شاہ  
 ملتری اتاشی پاکستان بلائے من یک جیب  
 بزرگ امریکائی را تہیہ نموده بود کہ در آن سوار شدہ  
 ساعت چار بجہ عصر ہمہ را خدا حافظ گفتہ - جانب  
 پشاور روانہ شدم - ہنگام وداع این شعر بر زبانم  
 جاری ہودہ -

اتفاق بلبل و گل بار ہا خواہ شدن  
 دیدن ماؤ شہا و باغ پغمان یا نصیب



## سفر از کابل تا پشاور

جاده تنگ غارو - زیر تعمیر و نیلے خراب است -  
 کار بر این جاریست ماشین ها و وانهیت ها کوہ ہارا  
 نقب زدہ مے پر انند - ہزاراں حمال کار مے کنند  
 این ہا ہمہ باد ریشی خاکی و کلاہ بعد یک دو میل کمپ  
 شان قائم - مانند عسکری ہا - ٹیمہ ہائے شان  
 نصب است کہ شب دران ہا استراحت  
 مے کنند - چند بار در اوقات عبور ما - سنگ ہا  
 پریدہ در ہوا پر اگندہ مے شدند - این جادہ برگزار  
 دریا روان است - ہر دو طرف این جادہ - کوہ ہائے  
 بلند و سیاہ و بے برگ و گیاہ و درخت ہا سرب  
 بالا کشیدہ - بہ بسیار زحمت در عرصہ ۳ ساعت  
 ۵ میل راہ طے شد - و ما ساعت ہفت بجہ شام  
 در ہوتل سروبی رسیدیم - ارادہ ما این بود کہ ما خود را

شب در جلال آباد بہ قول فصل خانہ پاکستان برسا  
نیم۔ آنجا شیر محمد خان قول فصل جلال آباد کہ رفیق  
من است برائے شب ماطعام پختہ و انتظام  
کردہ بود لیکن از سروبی پیش رفتن برائے  
دشوار بود۔ خیلے ذلکہ شدہ بودم۔ تیلیفون بہ شیر  
محمد خان کردم۔ کہ صبح بوقت نہار در جائے شما  
مے رسم۔ از سروبی تا جلال آباد شصت  
میل فاصلہ است۔ ہوتل سروبی۔ ہوتل دولتی  
است۔ خیلے منظم با بسترہ ہائے صاف و  
ظروف مصفا۔ اطاقہائے شب خوابی آراستہ  
و پیراستہ۔ تشاب و غسل خانہ موجود۔ این  
ہوتل برکنادہ دریائے کلان واقع است۔ منظر  
زیبائے را دارا۔ باوجودیکہ از آمدن ما اطلاع بہ  
منتظم ہوتل نہ رسیدہ بود۔ باز ہم شام برائے خوب  
انتظام کرد۔ بہ استراحت خوابیدم۔ و صبح بعد از



نوشیدین چائے - جانب جلال آباد روانہ شدم  
 شہر جلال آباد کہ ۶۸ سال قبل دیدہ بودم  
 دارائے یک بازار کہنہ - ویک عمارت چل ستون  
 و باغ و عمارت کہنہ سردار غلام حیدر خان بود -  
 حالا بالکل جدید تعمیر شدہ - آن وقت ماورخیمہ ہا  
 برکنار دریا قیام مے داشتیم - صرف اعلیٰ حضرت  
 امیر عبد الرحمن خان مرحوم با عیال لاری خود در عمارت  
 کہنہ سردار غلام حیدر خان قیام مے فرمودہ - و رہا  
 وریک بالا خانہ کہنہ چل ستون منعقد مے شد -  
 از سروبی تا جلال آباد سرک قدرے خوب تر  
 بودہ و کار جاری - شہر جلال آباد را - سلطان  
 جلال الدین خلجی آباد کردہ خیلے گرم و پُر پشہ و  
 لگس و باد وریگ بودہ کہ در بارہ اش یک  
 شاعر گفتہ

فوش مجب شہرے بنا کردہ جلال بو الہوس

در زمستان کان بادو در بهار کان مگس  
 در بازار گشتم - دو درجن خر بوزه خریدم - که  
 شیرین بود و لذیذ - و به طرف دکن روانه شدم -  
 از کابل به طرف سروبی می آمدم - دو نفر  
 مزدور دو دانه تر بوز کلان گرفته در راه روان بودند -  
 من جیب خود را ایستاده کرده پرسیدم - که  
 سمجھائے ملا عمر پیشتر است یا عقب مانده -  
 گفتند - سمجھائے ملا عمر درین راه نیست - براه  
 کوتل لته بند است - این گفته یک تر بوز خود را  
 پیش کردند - که این را قبول کنی - که مہمانی  
 شماست - ہر چند انکار کردم - قبول نہ کردند گفتند  
 اگر شما این تحفہ ما را قبول نہ کردید - ما ناراض می  
 شویم برائے دلجوئی آن دو مرد شریف من تحفہ  
 شان را قبول کردم - و سرور گشتم کہ الحمد للہ  
 در قوم ما جس مہمان نوازی خیلہ واقف است -

ہمیں طور در کتاب نور کھستان اخلاق و مہمان  
 نوازی ملک مراد خان شینواری را کہ ناشناخت  
 با سیا خان انگلیس بہ حسن اخلاق پیش آمدہ  
 بود۔ درج کردم۔ ازین چنین واقعات درک مہمان  
 نوازی و اخلاق یک قوم ظاہر می شود کہ حضرت  
 شیخ سعدی فرمودہ :-

چو از قوے یکے بے دانشی کرد  
 نہ کہ را منزلت ماند نہ میرا  
 نخے بینی کہ گاوی در علف زار

ہیالاند ہمہ گاوایں وہ را  
 از جلال آباد تا طور خم یک ریگ زار و  
 دشت بے آب و گیاه بودہ است۔ اگرچہ  
 سرک اسفالت ناشدہ است۔ اما خیلے  
 ہموار و صاف است۔ از طور خم کہ سرحد پاکستان  
 است۔ تا پشاور سرک از بہترین سرک ہائے

دنیاست۔ ساعت یک بجہ ظہر بہ پشاور رسیدم۔

## ذکر شرافت سردار عبدالرشید خان

چند روز قبل در منزل برخوردار محمد ظفر خان  
 ڈپٹی کمشنر ہزارہ در ایبٹ آباد در مہمانی شب  
 مقیم بودم۔ مہتر فاروقی سی۔ ایس۔ پی قونصل  
 پاکستان مقیم قندہار کہ در سیاحت افغانستان  
 با ما ہمراہ بود نیز درین دعوت موجود بود و در  
 دوران گفتگو من از فاروقی صاحب پرسیدم  
 کہ سردار عبدالرشید خان از کراچی براہ راست  
 چہرانہ رفت و بہ پشاور آمدہ مرا با خود بکابل  
 برساند و گفت سردار صاحب موصوف  
 مخصوصاً برائے شما در پشاور آمدہ بود۔

شرافت ہائے سردار عبدالرشید خان  
 را ازین پیشتر ہم مے دانستم لیکن از استماع

این سخن خیلے متاثر شدہ عزت و وقعت  
 موصوف در نظرم خیلے اضافہ تر شد چرا کہ  
 در ہنگام سیاحت افغانستان موصوف یک  
 بار ہم حرف احسان خود را برب نیاورد۔ تا آنکہ  
 اتفاقاً از گفتگوئے فاروقی صاحب خبر شدم  
 کہ در دنیا این قسم انسان با ہم موجود اند۔ کہ  
 بنے خواهند بہ بیچ صورت کسے را زیر بار منت  
 خود بسانند۔ و این چنین افراد نیز وجود دارند  
 کہ اگر یک لقمہ نانے بہ کسے بدہند تمام عمر  
 گردن آن را از قلاوہ احسان خود آزاد ننے  
 سازند کہ یک جومت دونان بصد من زر نہ مے اورد۔

**حالات خاندان سردار عبدالرشید خان و نواب مظفر علی خان قزلباش**

آباء اجداد سردار عبدالرشید خان از شرفاء و  
 نجباءئے گل درہ علاقہ کوہستان ہستند۔ دو برادران

بودند۔ سردار احمد میر خان و سردار میر احمد خان۔  
 کہ در فوج دولتی سوزی صاحب منصب بودند۔  
 بعد قتل شاه شجاع در ۱۸۴۲ء این با ہمراہ  
 اولاد شان بطرف ہندوستان آمدند۔ اولاد  
 شاه شجاع در جائے کہنہ خود در لودیانہ مقیم شدند  
 و این دو برادران در پشاور ماندند۔ اولاد شان  
 در حکومت انگریزی تعلیم حاصل کردہ بہ منصب  
 ہائے جلیلہ فائز گشتند۔ و حالا یک خاندان معزز  
 پاکستانی شمرده می شوند۔

ہمین طور خاندان قزلباش لاہور۔ کہ از  
 معززین افغانستان و در عہد احمد شاہ غازی  
 اجداد شان بہ کار ہائے ضخیم حکومت دخل  
 داشتند۔ جد اول شان نواب ناصر علی خان  
 سپہ سالار فوج احمد شاہ غازی بودہ۔ این  
 خاندان ہم در ۱۸۴۲ء در لاہور آمدہ ہمین جا مقیم

شدند۔ حکومت انگلیس نیز پذیرائی شان را  
 نموده یک جاگیر در لاہور یک علاقہ بسیار  
 کلان در یوپی بہ ایشان عطا نمود۔

جد اول شان در لاہور نواب ناصر علی خان  
 پسرش نواب نوازش علی خان پسرش نواب  
 فتح علی خان پسرش نواب ناصر علی خان دوم و  
 حالا نواب مظفر علی خان قزلباش وزیر اعلیٰ  
 پاکستان غربی۔

این خاندان خیلے خیر است کہ در لاہور سرائے  
 ہا و پائے تکیہ ہا و اوقاف برائے غرباء و سالانہ  
 برائے بیوہ ہائے قوم و وظیفہ برائے تعلیم بچہ ہا  
 و امداد شان جاری است۔

ہمیں طور یک خاندان دیگر سردار یار محمد خان  
 پوپل زئی ہم در ۱۸۴۲ء آمدہ در گجرات پنجاب  
 مقیم شد۔ خاندان آن ہا معزز و برسر اقتدار است۔

ہیں طوریک خاندان دیگر در بلند شہر یوپی  
مقیم شدہ۔ اولاد شان بہ استخدام حکومت و  
جاگیر داری بہ آرام زندگانی مے کنند۔ این خاندان  
با بعد از سقوط سلطنت سدوزی با و قیام  
سلطنت محمدزی ہا۔ از افغانستان ترک وطن  
گفتہ در ہندوستان آباد شدند۔

## پیشرفت روس

علاوہ برو دیگر تجربہ ہائے مفید

در ایام قیام افغانستان آنچہ بر من ہویدا شدہ  
این است کہ مردم افغانستان بطرف روسیہ  
زیادہ تر مائل ہستند۔ سبش اینکہ روسیہ  
برائے افادہ عوام این دیار چند امورے را  
مورد جریان نمودہ کہ موجب ہر دلعزیزی مشار  
الیہ گردیدہ :-



اول :- کرایہ طیارہ را (از افغانستان الے روسید) از  
تبعہ افغانی خیلے قلیل اخذ مے کنند۔

دوم :- در شفا خانہ ہائے روسیہ۔ از مریضانی تبعہ  
افغانی بہ سلسلہ علاج و معالجہ قیمت دوا و غیرہ  
را نسبتاً کم ترمیمی گیرند۔

سوم :- راجع بہ استفادہ مردم کابل۔ روسیہ یک  
ماشین گندم پاکی را نزد سفارت خانہ انگلیس  
نصب نموده کہ گندم را پاک و صاف کردہ آرد  
مے کنند۔

چہارم :- روسیہ نرخ پٹرول را در افغانستان ارزان  
کرده۔

عوام و خواص افغانستان۔ بالخصوص تجار این مملکت  
بالمثل پاکستان خیلے محبت داشتہ و جذبات حسن  
نیت و اخوت اسلامی را با مردم پاکستان در  
قلوب خود مے پرورند۔ باعث این خیر سگالی این است کہ:-

۱۔ حکومت پاکستان محصول آن مال را کہ از خارج  
براه پاکستان۔ در افغانستان واروئے شود۔  
به افغانستان گذاشته۔

۲۔ منازعہ ترک ہائے باربرداری را کہ از سرحد  
پاکستان طرف افغانستان مے روند حسب  
خواہش حکومت افغانستان تصفیہ نموده۔  
این مراعاتیت کہ ہمہ قوم و حکومت  
افغانستان آن را حسن مے کند۔

پیغام دوست محترم سردار فیض محمد خان حجاز

در اواخر ایام سیاحت افغانستان۔ از طرف  
سفیر کبیر دولت افغانستان مقیم حجاز۔ دوست  
عزیز و محترم سردار فیض محمد خان پیغام برایم  
رسید کہ "بعد از دو ہفتہ من بہ کابل می رسم۔  
تا آمدن من از کابل جانب پاکستان حرکت

نہ کنید کہ خیلے آرزو مند ملاقات شما می باشم  
 تا یک چند روزے در منزل ما مہمان بودہ - از  
 لطف صحبت خود ما را محفوظ نمایند؟ ہم چنین  
 دیگر احباب و دوستانم نیز خواہش داشتند  
 کہ چند روزے دیگر قیام کنم -  
 مگر متاسفانہ کہ من پروگرام خود را ملتوی  
 نتوانستم کرد و از صحبت سروار صاحب  
 موصوف محروم ماندم - خیر  
 یار زمدہ و صحبت باقی -



# دو عدد تحفه ہائے والا حضرت شاہ ولی خان غازی

والا حضرت شاہ ولی خان غازی با کمال لطف  
 و مہربانی دو کتاب برائے تحفہ فرستادہ یکے  
 یادداشت ہائے خودش - در جدوجہد استخلاص  
 وطن از پنجہ استبداد حبیب اللہ المعروف بہ بچہ  
 سقاؤ - و دویم - بنام جنگ نامہ کہ در اشعار  
 و طرز شنوی - حالات جہاد جہ مرحوم میر مسجدی خان  
 غازی و شہید - باقشون قاہرہ انگلیس دران  
 درج شدہ جہ مرحوم در ۱۲۳۹ھ ملک ملت  
 را از فشار انگلیس با نجات دادہ و بنائے  
 اولین جنگ آزادی بر علیہ متجاوزین انگلیس نہادہ  
 بود - این کتاب را یک شخص مسمی بہ غلامی باشندہ  
 دیہ قاضی (کوہستان) نوشتہ دران کہ در آن محاربہ  
 موجود بود - کتاب مذکور بطور یادداشت ہا بر

پُرزہ ہائے کاغذ پر اگندہ بود کہ بعد یک صد و  
 پانزدہ سال از خانہ یک دیہقان برآمدہ و بہ  
 دست محمد حسن خان افتادہ موصوف آن یاد  
 داشت ہائے پراگندہ را نزد انجمن تاریخ  
 افغانستان بروہ۔ و اعضائے انجمن مذکورہ  
 حالات چشمہ دید یک شخص را بہ نگاہ قدر و منزلت  
 دیدہ برائے افادہ ملک و ملت افغانستان  
 بزور طبع آراستہ کردند۔ تاکہ در آتی۔ نوجوانان و  
 فرزندان وطن اورا مشعل راہ خود ساختہ۔ پیروی  
 اورا بکنند۔ و باقی دنیا ہم اطلاع یابد کہ قربانی  
 سر و مال برائے آزادی وطن چہ قدر۔ قدر و منزلت  
 دارد۔ و در دین و دنیا چہ نتیجہ شیرین و لذیذ  
 مے بخشد و برائے اغراض شخصی خود واخذ  
 پول و غداری با قوم و وطن چہ رو سیاہی و بدنامی  
 در ہر دو جہان ادا مے دہد۔ کہ بعد مدت ہا ہر شخص

بر خدا کار این وطن رحمت و بر غداران ملت لعنت  
 می فرستد. نه پول باقی می ماند و نه جابه و جلال.  
 نیکنام را تبریک و ثنا می گویند و بدنام را نفرین.  
 نماند ستمگار بد روزگار  
 و لے نام ز شتش بو یادگار

بقول شاعر:-

قارون ہلاک شد کہ چیل خانہ گنج داشت  
 نوشیروان نہ فرود کہ نام نکو گذاشت  
 قبلاً من بہ مرزا اسکندر گفتہ بودم کہ از نفاقِ  
 وزراء و کبرا و حرص خود غرضی شان اجرائے حکومتِ  
 پاکستان در معرض تہلکہ افتادہ - امروز بہترین  
 خدمت گذاری وطن اینست کہ طرز غلطِ جمہوریت  
 موجودہ را تبدیل کردہ عنانِ اقتدار و اختیار را  
 در دست یک فرد کہ دارائے ہمت و جرأت  
 باشد بدہید بار دیگر در بنگلہ جرنیل محمد ایوب خان

رو بروئے جبرئیل صاحب موصوف نیز ہمیں خیال  
 را اعادہ نمودم مگر مرزا صاحب آن را مضحکہ  
 دانستہ و در خور اعتنائہ نہ پنداشت۔ چنانچہ نتیجہ  
 اش یہاں بود کہ شر۔ اگر مرزا صاحب این رباعی  
 را شنیدہ مے بود خودش فکر مے کرد کہ تمام  
 دنیا کہ توصیف و تعریف حکومت مرا مے کند  
 و این یک شخص بچہدان خلاف آن مے گوید۔

چرا؟

باید کہ من از مفصل پرسم و فکر کنم۔۔  
 آن رباعی این است :-

نگویند از سر بازیچہ حرفے  
 کند و پندے نہ گیرد صاحب ہوش  
 اگر صد باب حکمت پیش ندادان  
 بگوئی۔ آیدش بازیچہ در گوش

## قصیدہ عفت شاعر معروف کابل

در ایام حکمرانی خود۔ اعلیحضرت امیر شیر علی خان مرحوم  
 پادشاہ افغانستان۔ پسر دوازده سالہ خود سردار  
 عبداللہ جان را ولیعهد خود مقرر فرمودہ جشن ترتیب  
 دادہ بود۔ قصیدہ ذیل را بہ مناسبت این تقریب  
 شاعر معروف کابل عفت سرودہ بود۔ راقم الحروف  
 بمرءہ اسالی این ابیات را شنودہ کہ تا حال  
 در خانہ حافظ ام محفوظ است۔ برائے تفضن طبع  
 خوانندگان محترم این کتاب ذیل درج کردہ ہے شوق۔

شبہ ز محنت ایام و دوری دلبر	طپیدے چو دل ناصبور بر لبتر
چہ شب چور و قیامت را زو و خشتنا	کہ باہزار مصیبت زمی رسید بر
گجے بے یقین ثریا بے کشیدم آہ	گجے بہرست و گدست زوم بہر
رسیدہ تابہ بکر بود زلف شاہد شب	کہ در رسید بگو شمع صدائے حلقہ در
شدم کہ باز کشایم در سمر تا کیست	کہ مے زند در این بے نوابہ این حنجر



سرچو کسودم نگار را دیدم      ز بادہ عینی رخ چو لالہ احمر  
 درآمد از در غم خانہ ام شگفتہ چو گل      صنم غدا رہے لالہ روئے و مہ پیکر  
 ستادہ گفت لازو دباش و در بند      کہ مدعی نشود از درون خانہ خبر  
 در سرازم قفل پس بہم رفتیم      غرور ہمہ ہی ام باز ماند و پس در  
 شہیم تابہ و بجز ہر دو دست بدست      درون خانہ شہر کان ماہ و من برون از در  
 زہر خدمت او بندہ دار بستادم      شکستہ دامن خدمت چو خادمان بکمر  
 نشست کہ برون از بغل بطر پے      بعد کہ شمعہ بنوشید یک دوسہ ساغر  
 نشستہ گفت چہ استادہ بیا بنشین      کہ وقت عیش بہار نیست ز فو ز نظر  
 مے بہم بشینم و یک دوم نوشینم      کہ اعتماد مے نیست تا د مے دیگر  
 دو دست خویش حائل بگردش کردم      بر گرفتہ بگفتم مرا مہ ساغر  
 خراب بادہ لعل تمام سرت کردم      کہ نیست مہ لعل تو بادہ احمر  
 بخندہ گفت کہ این ہر دو چیز موجود است      بنوش بادہ و از لعل ناب بہرہ بر  
 سرش چو گرم شہ از بادہ طرب آن دم      بخواند این غزل تازہ بانوا از بر

غزل

رسید موسم گل ساغر گلاب بسیار      ہوا ز نکتہ مست شہ شراب بیار

بنوش بادہ کہ پاسے ز شب بود باقی      بہ پاس صحبت یاران شراب بیا  
 غزل برے کہ تا صبح مجلس آرا نیم      بیدار بربط و وف مطربا، شتاب بیا  
 نرخ چو ماہ پوش از من خراباقی      بکف ایان و بہ پیانہ آفتاب بیا  
 خائے چشم سہماہ تو گرد مے ساقی      دولے درد دل عفت خراب بیا  
 چشم پر رخ نیکش کشودہ می دیدم      کہ شد حین فلک روشن از ضیائے بحر  
 صدائے نوبت و نقارہ ام رسید گوش      سبک جائے بروں حبستہ و کشووم در  
 چہ منظرے نظر آدم نشاط انگیز؟      ندیدہ چشم فلک یح گاہ این منظر  
 زہر وے چو ہر سیدم این چہ ساز و نوا      بگفت حین و بعد گذشتہ خلد نظر

این تمام قصیدہ را شنیدہ بودم لیکن بہمراہ  
 مرور زمانہ باقی اشعار آن فراموش شدہ -

(مصنف)

## محمّد مرزا۔ برغزل حضرت مولینا نظامی

واقعہ تے کہ بہ من از فلک روئے نمود  
 بتو گویم نفسے گوش اے شیخ شہود  
 من ماتم زوہ از کعبہ مقصد مردود  
 دوش رفتم بخرابات مرا لہ نہود  
 مے زوم نالہ و فریاد ز من کس نہ شنود

دست بر حلقہ در گوش بر آواز خبر  
 بر لبم نالہ و فریاد بصد خون جبکہ  
 تاکہ حال من دل سوختہ گردید اتر  
 نصف از شب بگذشت بیشتر و یاکم تر  
 رندے از غرقہ بر آورد و سرور رخ بنمود

رخ چو قرص قمر و مشک خطائے گیسو  
 لب چو یاقوت تر و چشم ز شوخی جادو  
 زیر لب خندہ و چین بر سر چین بر آبرو

گفتش در یکشا گفت برو ہرزہ مگو  
 کہ درین نیم شبے بہر تو کس در نکشود  
 اندرین دیہ خرابات ہمہ رندانند  
 دادہ جان در عوض و ساغرے بستانند  
 ہر دو عالم بخدا نیم جوئے کستانند  
 این خرابات مغانی است و در اوستانند  
 شاہد و شمع و شراب و نئے و آواز سرود

باید اول کہ تو این دلق ریا ئی بدری  
 از ہنر دست کشی پیشہ کنی بے ہنری  
 در فنا کوشی و از ہستی خود در گذری  
 تا تو خواہی کہ بر از صحبت ایشان ببری  
 خاک پائے ہمہ شو تا کہ تو یابی مقصود

میرزا نکتہ وحدت - ز موحّد آموز  
 رو تو ز خم ولت از نسخہ توحید بدوز  
 صبر را پیشہ کن در نار محبت مے سوز

اے نظامی چیزنی حلقہ براین در شب و روز  
کہ ازین آتش سوزندہ نیابی جز دو دو

## لطیفہ!

گویند کہ یک قافلہ کہ دران زیادہ تر افغان ہا ہوں۔ از  
ایران۔ طرف افغانستان روان شد۔ درین قافلہ یک ایرانی  
بے چارہ نیز بر مرکب خود سوار شامل ہوو۔ در بین راہ۔ مرکب  
ایرانی۔ چنان کہ عادت خران است۔ آغاز نمود بہ ہر زدن۔  
ایرانی باخر مخاطب شدہ گفت۔ پدر سوختہ ! بہ  
افغانستان نارسیدہ افغانی مے گوئی۔ از استماع  
این سخن۔ افغانان۔ آقائے ایرانی را از مرکبش فرو  
انداختہ خوب لکڑ کوبش کردند۔ آن ستم رسیدہ از  
روئے خاک برخواستہ عمامہ خود را بر سر نہادہ و لباس  
گرد آلود خود را میکان دادہ یواش در گوش مرکب خود گفت۔  
پدیت بمیرد چہ خویشا دندان زور آورے داری۔۔۔۔۔

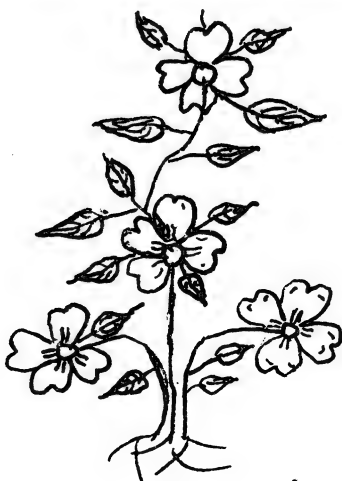
# ضمیمہ کتاب ہذا

مسودہ کتاب "سیاحت افغانستان" را در  
 ایبت آباد بزبان فارسی ختم کرده بودم۔ مگر ترجمہ اش  
 بزبان اردو نشر ہو۔ این مسودہ را برائے ترجمہ  
 بہ ادیب و شاعر معروف پشاور محمود الحسن  
 کو کتب تبریزی تفویض کرده بودم کہ خبر رسید کہ  
 در پاکستان یک انقلاب خوشگوار واقع  
 شدہ کہ اگر آن را بہ اسم حیات نو موسوم کنیم  
 موزون تر است۔ انتظام مملکت تحت اقتدار  
 قوہ عسکری آمدہ۔ در طول و عرض مملکت  
 "مارشل لاء" اجراء یافتہ۔ لہذا این سطور را  
 بطور ضمیمہ نوشتہ خیلے خوشنود شدم۔ کہ  
 پیشین گوئی ام درست برآمد۔ الحمد للہ۔ کہ

وطن عزیز ما پاکستان از تباہی و بربادی نجات  
 یافت و اقتدار بدست یک زعیم ہوشیار-  
 دیانتدار - دارائے ہمت و جرأت و خیرخواہ  
 ملت آمد۔ انشاء اللہ حالاً پاکستان را فی  
 الحقیقت پاکستان گفتے مے توانیم من در این  
 کتاب خود در یک مقام نوشتہ ام کہ طرز  
 موجودہ حکومت جمہوری غلط است۔ کہ ملت  
 را بطرف تباہی و بربادی رہنونی می کند اگر  
 خدائے تعالیٰ فضل و احسان خود را شامل  
 حال ما گرداند و مردے از غیب برون آمدہ  
 کارے بکند۔ البتہ این مملکت ترقی خواہد کرد۔  
 شکر خدائے را بجا آریم کہ آن مرد۔ جنرل  
 محمد ایوب خان سپہ سالار افواج پاکستان  
 از غیب آمدہ شیرازہ پراگندہ ملت را  
 جمع نمود و خرابی ہائے حکومت سابقہ را

محو کردہ بنیاد یک حکومت مضبوط و استوار را  
 قائم کرد۔ و این دعائے من از بارگاہِ الهی  
 شرف قبولیت یافت کہ طائر دولت اگر  
 باز گذارے بکند۔ مردے از غیب برون آید  
 و کارے بکند۔

خدائے عمر درازش و ہا و چندانے  
 کہ دستِ جو ر زمان از زمین کن کوتاہ





# خاموش انقلاب

شاعر معروف پشاور آقائے محمود الحسن  
 کوکب تبریزی کہ ہر دو تصانیف مرا کہ بنام  
 "نور کہستان" و "سیاحت افغانستان"  
 موسوم اند۔ از فارسی بزبان اردو ترجمہ کردہ  
 راجع بہ انقلاب جدیدے کہ در پاکستان رونے  
 دادہ نظم ذیل را بطریق اظہار عقیدت سرود۔  
 موصوف خواہش داشت کہ این نظم در این  
 کتاب خود در آخر ضمیمہ کتاب درج کنم۔  
 پذیرفتم۔ نظم ہذا درج ذیل است:-

چل رہی تھی ہوائے ظلم و فساد      منززل مٹی امن کی بنیاد  
 سازشوں کا بچھا کھتا ہر جال      دام بروش پھرتے تھے صیاد  
 مختصافارش پہ پرمٹوں کا مارا      اور رشوت تھی تکیہ گاہ مراد

رنگِ رلیان منار ہے تھے امیر      کون سننا غریب کی فریاد  
 عقی و زریروں میں اقتدار کی جنگ      لیڈروں میں ہتھیار کی جنگ اور عناد  
 سونے چاندی کے قصرِ یوان میں      ہر سنگلر تھا ثانی شداد  
 چور بازار میں عقی چیل چیل      عام تجارت تھے رہیں کساد  
 غلہ پوشیدہ تھا ذخیروں میں      عقی ملاوٹ سے صحتیں برباد  
 ناگہاں لطف خاص یزدان سے      باجِ رحمت کھلا برونے عباد  
 فوج نے انتظام سنبھالا ہے      اب نہ وہ جور ہے نہ ہے بیداد  
 مارشل لا کی ضرب کاری سے      ہل گئی قصرِ ظلم کی بنیاد  
 اب سمندر اگلتا ہے سونا      اس قدر عام ہے خدا کی داد  
 ایک شب میں وہ انقلاب آیا      کہ ہوا ختم دور استبداد

سلطنت کی بنا ہوئی محکم

صدر الیوب خان زندہ باد

محمود الحسن کو کتب تبریزی - دارالادب - پشاور

# محمّد

خلیه در جگرم خار غم چو گل کار نیست    رنگ غنچم به مشق من نجو نخواهیست  
 بدایع لاله صفت دل تمام زنگار نیست    بنال بلبل اگر بامنت بریار نیست  
 که ماد و عاشق مذاکریم و کار ما زار نیست  
 بشک نسبت بفش خطا بوند نکواست    پیش کاکل او تا چه ذکر غبر بواست  
 بچین کیموش و صده خشن آهواست    دران زمین که نیس زو و طره هواست  
 چه جائے دم زدن نافه هائے تا تار نیست  
 ز بندگی سوز مشکین ز رستن آسان است    زیر هر بن سودا و دانه نهان است  
 چو پنبش به از چ و تاب سامان است    خیال زلف تو بچتن نه کار خامان است  
 که زیر سلسله رفتن طریق عیاری است  
 نه این ز عارض همه پاره بتان خیزد    نه این ز چشم سیه است آهوان خیزد  
 نه این ز قامت رعنائے نوجوان خیزد    لطیفه است نهانی که عشق از ان خیزد  
 که نام او نه لب لعل و خط زنگار نیست

کنز اسیر محبت و لاجمید خصال بحسن خلق توان کرد صید اہل کمال  
 زیرت ملکی آدمی رسد بجلال جمال شخص چشم است دروئے عاف و خال  
 ہزار نکتہ درین کار و بار و لدا رلیست

بداد بہودہ قرا و جان بہ کہسار وین امید چو منصور گشتہ بڑاے  
 جنون نمود بہ جنون چو صعب کارے بر آستان تو مشکل توان رسیدارے  
 عروج بر فلک سروری یادشوارلیست

بدست ساقی مہر و شراب میدیدم کنار مطرب شیرین رہا بامیدیدم  
 حضور اجگر از غم کباب میدیدم سحر کرشمہ چشمش بخواب میدیدم  
 نہ ہے مرا شب خوابے کہ بہ زبیدارلیست

قاش عشق بہر زندہ پوش مے سپرند کہ در وفا ہمہ ثابت قدم ز یکدگر اند  
 کلیم دیر شان و زمند کلہ بسر اند قلندرین حقیقت بہ نیم جو نخر اند  
 قہائے طلسم آنکس کہ از مہر عارلیست

غنیمت است آوے فصل گل بعثرت گوش نگاریم برے تنگ گیر در آغوش  
 بہانگ چنگ آواز نئے میزن جوش زبستہ اند در توبہ حالیان مے نوش  
 کہ توبہ وقت گل از عاشقان گنہگارلیست

زاده دوست پیرین جلیله بن حافظ    بصدد لطافت نرمی بگو سخن حافظ  
 به عرض داد خطک نکته کهن حافظ    دلش نباله میازار و رحم کن حافظ  
 که دستگاری جاوید در کم آزار نیست

---

# فوائد اتفاق

حسنت بہ اتفاق ملاحت جهان گرفت

آرے بہ اتفاق جهان مے توان گرفت

من ہیچران - دارائے عقل فوق العادہ - یا علم  
 جعفر و نجوم غیثم البتہ درین عمر طولانی - از ہر قسم  
 نشیب و فراز دنیا کہ بر من گذشتہ یادار و شدہ  
 حاصلش چیزے دیگر نیست - بجز "تجربہ"  
 از روئے ہمان تجربہ پیشین گوئی می توانم کرد کہ  
 یک روز خواہ بدید خواہ بزود این دو مملکت  
 اسلامی کہ بھواد و ہمایہ یک دیگر اند - با ہم  
 یک جان و دو قالب خواہند شد - این اتحاد و  
 یگانگت نہ فقط برائے ترقی و تعالیٰ این دولیتین  
 لازمی است - بلکہ برائے جملہ اقوام و مال اسلامی

گیتی باعث بهتری و خوشحالی خواهد گردید. دشمنان  
ملت اسلامی نه می خواهند که این دو برادر که  
نفع و ضرر هر دو یک است باهم متحد شوند و  
از آن نقصانات عظیم که در اختلاف و معاصرت  
جانبین مرموز است خودداری نمایند اما از آثار  
و علائم ظاهری هویدا است که تمنیات سوء  
دشمنان ملت شرمندۀ تکمیل نخواهند شد.  
البته هر قدر زودتر بنیان این کار غیر آغاز یابد  
خوب تر خواهد بود. بقول شاعر

من نه می گویم. زیان کن یا به فکر سود باش  
اے ز فرصت بے خبر در هر چه باشی زود باش  
مقوله یک دشمن بزرگیت که اگر یک سر  
تار خام در دست من باشد و سر دیگر در دست  
یک جمیعۀ کلان. از کشیدن ایشان آن رشته  
خام کنده. نخواهد شد. پس سیدنا چه طور؟ فرمود

کہ فریق مخالف ہر قدر آن تار راکش کند۔  
سن گذاشته مے روم۔ بقولہ :-

دو صاحب دل۔ نگہ دارند موئے

ہمیدون سرکش و آرزوم جوئے

وگر از ہر دو جانب جاہلا سند

اگر زنجیر باشد بگسلانند

بہ ہمیں طود این دو برادر اسلامی۔ بر اصول

خیر سگالی و رواداری عمل پیرا شدہ چیزے

یکے از خواہشات داد عائے خود بگذرد۔

و چیزے دیگرے بہ این صورت مغائرت

بین این دو برادر مے تواند خاتمہ بیا بد۔ برائے

ہر بھی خواہ ملت اسلامیہ این امر لازم است

کہ درین کار خیر سعی کند۔ خدائے قدوس

و برتر کا میابی خواہد داد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ز اتفاق نگس شہر می شود پیدا پد خدا چ لذت شیرین در اتفاق نہاد انداخت

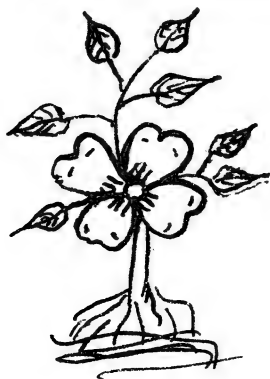


دویم بہ ذریعہٴ این کتاب می خواہم یک  
 عرضداشت خود را بسمع مبارک اعلیحضرت  
 ہمایونی پادشاہ افغانستان برسانم کہ جد  
 امجد من مرحوم میر مسجدی خان غازی و شہید  
 بابراور و پسران خود در جنگ اول افغانستان  
 کہ در سال ۱۸۴۰ میلادی بین حکومت  
 افغانستان و حکومت انگلیس بعمل آمدہ  
 بود۔ محاربہٴ آزادی وطن را آغاز کردہ کہ ذکر  
 کار ہائے نمایانش در اوراق تاریخ ثبت  
 است نیز در یک شنوئی فارسی موسوم بہ  
 "جنگ نامہ" تصنیف یک شاعر مقامی مسمی  
 غلامی کوہستانی کہ خودش ہم در آن محاربہ  
 موجود بود این واقعات با التفصیل درج شدہ  
 علاوہ بر این در دو کتاب ہا تصنیف دو خانم  
 ہائے انگلیسی۔ یکے ججنت آف سور و مصنفہٴ

داؤد دیور صفحہ ۲۲۷ و دوم روز ناچہ لیدی سیل  
 صفحہ ۲۲۹ نوشتہ کہ میکان تن از خدا کار بیائے  
 این مجاہد بہ جان آردہ بذریعہ سکتہ خود۔ یک  
 شخص عبدالعزیز نام را مبلغ ہشتہزار و پینہ داد  
 کہ میر صاحب موصوف را زہر دادہ شود۔ زہر  
 داد۔ و این مجاہد شہید شد۔ حالا کہ من بہ وطن  
 خود رفتم نزد یک چار یکار در موضع خواجہ خضری  
 دیدم کہ مرقد این غازی و شہید در یک  
 قبرستان گمنام افتادہ است۔

حکومتِ ملت پرور افغانستان کہ در  
 ممالک خارجہ مزارات و مرقد ہائے بزرگانِ  
 سلف و شعرائے ملی را تعمیر و ترمیم مے کند  
 تا نشان ہائے آن ذوات محترم برقرار بماند۔  
 باید کہ بہ طرف مقابرو مآثر مجاہدین ملتِ غیور  
 افغانستان مثلاً مرحوم میر مسجدی خان

شهید و امین اللہ خان غازی لوگری وغیرہ  
 نیز توجہ خود را مبذول نماید تا نسل موجودہ و  
 آئینہ از فداکاریہائے اسلاف خود آگاہ  
 شدہ - پیروی نقش قدم ایشان را  
 شعار زندگانی خود بازند - و از کارنامہ  
 ہائے بزرگان خود درس عبرت آموختہ جان  
 ہائے خود را در راہ مفاد وطن عزیز خود قربان  
 بکنند -



# غزل

شمیمِ خلدِ گدائے بہار کو بہستان ۽ شگفتگیِ گلِ خارِ دیار کو بہستان  
 لبِ پیالہ ز تجالِ رشک می سوزو ۽ کشتہِ وقفِ لبِ جگرِ بار کو بہستان  
 اگرچہ پایہِ ولستگیت قامتِ سرو ۽ عنانِ ہوش بہ دست چنا کو بہستان  
 یہ دیدہ خاصیت تو تیاوہد لیکن ۽ بچشمِ آن چہ نہ یاید غبار کو بہستان  
 بہ راہِ جادہ نہ توان شناختِ جدِ دل ۽ چہ آہِ ہاست کہ بڑے کار کو بہستان  
 پیامِ عالم بالا کہ گوشِ تشنہِ دوست ۽ ترانہِ ایست کہ با آبشار کو بہستان

گزشتن از لبِ ساقی گلِ عذارے دل  
 خنک چو توبہِ مے در بہار کو بہستان

(یہ صرف غزل ابو طالب کلیم)

# غزل حضرت عبدالقادر بیدلؒ

ز عمر یک دم بے یاد کردگار چه خط و دے کہ نیت حضور گل انبہار چه خط  
 طراوت لب معشوق اگر نہ در نظر است زویدن گہر و لعل آبدار چه خط  
 اگر دماغ نہ وارد جنون کیسے ز سنبل چمن و نافہ تار چه خط  
 دے کہ جلوہ نباشد دلیل بینائی ز جوہر آئینہ را غیر خار خار چه خط  
 اگر نہ بوسہ کج لبے بود منظور بجام بادہ ز خمیازہ خسار چه خط  
 ز شوق چشم تماشا کشودہ لیکن بہ فہم جلوہ نہ گردیدہ دو چار چه خط  
 بہ صید گاہ طلب کہ عیش دنیا را کنی شکار چه سودا رشوی شکا چه خط  
 گل مراد و لے ار نیاید از دستت ز دست گاہ چه حال ز گیر دار چه خط

به جمع مال نباید که اذیت جوهر من      بغیر کاش طبع از گهر به تار چه حظ  
 حریص عافیت از آتش طمع سوزد      زلف کشودن دایم کن چار چه حظ  
 به این دوروزه اقامت که جهان را      اگر به کام تو گردید روزگار چه حظ  
 مزاج غافل اگر قدر دان عزت نیست      ز طبع موج گهر را بجز فشار چه حظ  
 بجیب خیش صد دار گوهر داری      بسان موج دویدن به بر کنار چه حظ  
 چو صبح یک نفس بش نیست فر عمر      زور دو چیر چه کلفت به اختیار چه حظ  
 تغافل است تماشائے راحت دنیا      بچشم خر مژه پوشیدن از غبار چه حظ

نمودنی است به وحد حساب خویش دست

هوس شماری اسباب بے شمار چه حظ

# یادایم طفلی

در ایام طفلی عموی مرحوم و مغفورم مرا خیلے عزیز  
داشت و اکثر نقل ہائے قدیم را برایم ایراد می  
کرد۔ من کہ طفل بودم۔ شنیدہ۔ خوش می شدم  
برائے تفسن طبع ناظرین کتاب ہذا۔ یک نقل را۔  
مجلدہ آن با۔ درین جا می نویسم :-

سلطان محمود غزنوی بہ تغیر لباس شب با  
در کوچہ ہا و بازار ہائے غزنی برائے خبر گیری احوال  
رعایائے خود گشت می کرد۔ در یہیں دوران  
یک شبے بہ جائے رسید کہ چند نفر نشستہ باہم  
راز دارانہ مشورہ می کردند سلطان کہ داری  
فہم و فراست فوق العادہ بودہ۔ از فحوائے  
کلام و ہیئت حال شان دانست کہ ایشان

دزدانند۔ آن یا سلطان را دیدہ پر رسیدند کہ تو  
 کیستی و درین جا برائے چہ آمدہ؟ سلطان جواب  
 داد کہ من دزدوم و برائے دزدی برآمدہ بودم۔ اتفاقاً  
 باشایک جا شدم۔ گفتند بیا بنشین کہ ما تو باہم  
 برادر و یک مشربیم و ارادہ داریم کہ امشب بہ  
 خزانہ سلطان حملہ کنیم۔ ہر شخص باید بگوید کہ چہ کمال  
 دارد؟ یکے گفت بوئے لباس مرا کہ سگان مے  
 شمند۔ خوش مے شوند۔ دیگرے گفت کہ بہ ہر  
 قفلے کہ دست بزنم خود بہ خود وا مے شود۔ سویم  
 گفت۔ پاسبان خانہ کہ مرا ببیند۔ بے ہوش  
 مے شود۔ چہارم گفت۔ من در شب تاریک  
 کھے را کہ ببینم۔ بروز روشش بہر لباس  
 مے شناسم۔ علی ہذا القیاس۔

از سلطان پرسیدند کہ تو چہ کمال داری۔  
 گفت۔ اگر اتفاقاً گرفتار شویم۔ وقت ضرورت



که من ریش خود را بجنبانم همه دها می شویم همه  
 تخمین گفتند و روان شدند جانب خزانه سلطان -  
 کوتوال شهر - پیشتر خبر باده - نزدیک خزانه  
 همه را گرفتار کرده به محبس فرستاده و سلطان غائب شد -  
 روز دویم که سلطان بر تخت سلطنت با  
 جاه و جلال نشسته بود - کوتوال دزدان را پیش  
 نمود - سلطان همه را امر به اعدام کرد - دزدان  
 که گفته بود که من در شب تاریک کسی را دیده  
 در روز می شناسم - سلطان را شناخته  
 عرض کرد - اعلیحضرتا! کمال ما را دیدی - اکنون  
 وقت ریش جنباندن شماست - سلطان  
 را خنجره آید - ایشان را الضیوت کرد - حکم  
 رهایی داد -

---

# واقعہ جانشینی اقبال محمد خان

ذوب طالع محمد خان مرحوم حکمران ریاست پالن پور  
(راجپوتانہ ہند) برمن خیلے نگاہ مرحمت داشت۔  
و بنجیال نیک خودش مرا فہمیدہ تصور مے کرد۔  
حالانکہ من آنم کہ من دانم۔

نواب صاحب موصوف روزے بہ من  
گفت کہ "خیال دارم کہ در حین حیات خود فرزند  
خود اقبال محمد خان را بر مسند ریاست نشانده.  
زندگانی آتی خود را بہ آرام و استراحت بسر  
برم۔ تو درین بارہ چہ میگوئی؟ عرض کردم کہ خیال  
نیک و صواب است۔ اما بہ یک شرط کہ  
ذات گرامی شما با خانم فوتان کہ ارو پائی  
است۔ از ریاست برآمدہ در بھئی یا بجائے

دیگر قیام در نزد - و یک پول معین از ریاست  
برائے خود مقرر کنید - گفت چرا؟ جواب دادم  
کہ گفتہ شدہ کہ

وہ درویش در گیمے بخیسند و دو پادشاہ  
در اقلیمے تلخ بند

پسر شما خیلے نیک - شریف و ہوشیار است  
اما اشتخاس صاحب غرض و خوشامدیان بین شما  
دو پادشاہ بنیاد عناد و فساد را تولید کردہ -  
ہمائے اختلاف و مناقشت را آغاز مے کنند -  
شمارا بے اختیار دیدہ - زیادہ تر توجہ خود را  
بطرف پسر شما راجع مے کنند - فطرت انسانی  
شمارا مجبور مے کند - کہ از عدم اختیار

خود دل گرفتہ و ملول شوید - و معاندان این آتش  
را مروجہ جنباہی کردہ تیز تر سازند - نتیجہ بدی پیدا  
مے شود - ذات شما بمطابق قانون انگلیس بر

مسند خود واپس نہ مے توانید آمد۔ لہذا بہتر ہمیں  
 است کہ اول ریاست را گذاشتہ۔ بیرون ملک  
 خود سکونت اختیار کنید تا احتمال این گونه ملال  
 خاطر۔ باقی نہ ماند قدرے بہ فکر رفتہ۔ و ازین  
 ارادہ در گذشت تا ہنگام مرگ خودش با اختیار  
 بود۔

در شروع سال ۱۹۲۵ میلادی در سرینگر کشمیر  
 نزد مہاراج کمار ہری سنگ جی کہ ولیعہد ریاست  
 بود مہمان بودم۔ یک عمارت بسیار عالی شان  
 و خوش منظر را کہ نامش را گلاب بھون مہادہ  
 بود۔ زیر تعمیر داشت۔ یک روز مرا و مستر  
 ویکفیلد را کہ سکرٹش بودہ۔ با خود برائے دیدن  
 عمارت برد۔ در سقف عمارت کہ اورا سیلنگ  
 مے گویند زینہ گذاشتہ بالا رفت و ملاحظہ کردہ  
 پائین آمدہ بہ من گفت کہ بالا رفتہ ہمیں کہ جائے

سرد و تاریک است۔ و قتیکہ بالا رفتم زینہ را  
 برداشتند و من در انجا قیام ماندم۔ پس از چند  
 دقیقہ زینہ را گذاشتند و من فرود آمدم۔ مہاراج  
 کما رخنہ کردہ گفت کہ این شرارت و یکفیلہ  
 بودہ۔ چہ مل تنگ شدہ باشی؟ من ہم خندہ  
 کردم۔ چون واپس آمدہ بر میز طعام چاشت  
 نشستیم من رو بطرف د یکفیلہ آوردہ گفتم  
 کہ یک انفل برائے شما ایراد می کنم کہ یک  
 پادشاہ وزیر می دانائے داشت۔ مانند شما  
 بہ وزیر اظہار کرد کہ خواہش دارم پس خود را  
 در حیات خود۔ بر تخت نشانده بقیہ عمر خود را  
 بہ آرام و استراحت بگذرانم کہ از ہنگامہ ہائے  
 انتظام و اہتمام ریاست زلہ شدہ ام۔  
 کلابے مل کش است اما بہ درد سرنمے

وزیر عرض کرد که بسیار خیال نیک است -  
 مگر من یک خواهش دارم که قبل ازین کار  
 شهزاده برائے یک شب در منزل من مہمان  
 شود که از شہر بفاصلہ چند میل واقع است  
 و دارائے عمارت خوش منظر و باغ آراستہ  
 و قشنگ و زیبایے باشد - اما شرط  
 اینکہ شہزادہ تنہا برود کہ عیال و اطفال و اولاد  
 بہ شرف مہمانداری و خدمت گذاری او  
 مشرف شوند - شاہ فرمود کہ ازین چہ بہتر است  
 و در دل خیال کرد کہ چیزے نصیحت مزید خواہد  
 کرد - شہزادہ را حکم دادہ شدہ او نیز خوش  
 شد و بر اسب تنہا سوار شدہ با جمعیت وزیر روانہ شد - چون  
 از شہر بیرون شد وزیر ببلات زمان خود امر نمود کہ این حرامزادہ  
 شہزادہ را - از اسب فرو آورید و دست بایش  
 بر پشت فرو بندید - سر و پایش را بہ ہنہ

کردہ زیر جلو بد دانید۔ وچوب کاری کنید۔  
 تعمیل حکم وزیر اجرا شد۔ شہزادہ بے چارہ  
 ترسان و لرزان کہ شاید اورا بہ قتل سے  
 رسانند و این حکم از طرف پدرش وارد  
 شدہ و غیرہ۔ تا باغ وزیر رسیدند۔ در طویلۃ  
 حیوانات۔ دست و پائے بستہ چوب با  
 خورہ۔ دشنام ہاشمیہ شب ہمہ شب  
 بے آب و نان تیر کرد۔ دویم روز باز وزیر  
 سوار شدہ با جمعیت خود۔ و شہزادہ بدستور  
 سابق زیر جلو دو ان دو ان طرف شہر روانہ  
 شدند۔ چون نزدیک شہر رسیدند وزیر حکم  
 داد کہ لباس ہائش را پہوشانند و برپیش  
 سوار کنند کہ بہ خانہ خود برود۔ و خودش بہ  
 خدمت پادشاہ حاضر شد۔ شہزادہ نزد  
 مادر خود رفتہ از کل ماجرا اورا آگاہ نمود۔ و

نشان چوب و زود و کوب را بہ او نشان  
 دادہ فغان از دست جور وزیر آغاز کرد۔  
 مادرش خواجہ سرا را گفت کہ رفتہ پادشاہ  
 را بیمار کہ حال پسر خود را ببیند۔ کہ وزیر رو  
 سیاہ بھق او چہ کار کردہ۔ پادشاہ حیران  
 و پریشان واپس آمدہ از وزیر پرسید۔ کہ  
 این چہ حرکت ناشائستہ بود کہ از تو بظہور  
 آمد۔ وزیر بہ آرام و اطمینان عرض کرد۔ کہ ہرچہ  
 برائے بہتری شاہزادہ و ملک و قوم بہ عمل  
 آوردم بشنوید۔

شما فردا اورا بہمائے خود برمسند شاہی  
 مے نشانید۔ شاہزادہ بیچ گاہ از کسے دشنام  
 نہ شنیدہ۔ زحمت چوب و زود و کوب را نہ  
 دیدہ۔ رنج گرسنگی و تشنگی و بے خوابی و نا  
 آرامی را نہ چشیدہ۔ تنہا زیر جلو نہ دویدہ



وقتیکہ بادشاہ شد۔ یک شخص مغرزد را دشنام  
 دے وہد۔ کسے را چوب کاری دے کند۔ کسے  
 را زیر جلو خود بہ میل ہاے دواند۔ کسے را بہ  
 زندانِ عقوبت دے افگند و فراموشش  
 دے شود۔ لہذا این ہمہ چیز ہا را بہ او نشان  
 دادم کہ "آنچہ بر خود نپسندی بر دیگران مپسند۔  
 لہذا اگر مرا قتل دے کنید اختیار دارید۔  
 من برائے پادشاہ آئندہ آنچہ بہ والنہم  
 بہتر آمد خدمت کردم۔ برائے ہرگونہ جزا و  
 سزائش حاضر ہستم۔ پادشاہ عادل شہزادہ  
 را طلبید۔ مطلب را بہ او فہمائیدہ امر کرد  
 کہ دست وزیر را بوسہ دادہ تشکر این  
 نصیحت کردن را بجا آر پس گفتم۔ حالا  
 عنقریب عموئے ہری سب جی کہ پادشاہ است  
 و پیرو ضعیف شدہ فوت دے شود۔ و این۔

سجائش بر مسند ریاست مے نشیند۔ تو کہ  
 دوست و خیر اندیش مہاراج کمار مے باشی۔  
 باید کہ بہمراہ او ہمیں عمل قبل از بادشاہ شہنش  
 کہنی کہ بکارش بیاید۔ مرا کہ برائے چند دقیقہ  
 در سقف عمارت بند کردی۔ چہ حاصل۔ مسٹر  
 وکیلید کہ ہائے دست خود را با ہم زدہ گفت۔  
 شاہاش آفرین۔ اگر چہ آن عمل ہمراہ ہری  
 سنگ جی نہ شد۔ اما۔ چیزے را کہ بگوش  
 پوش شنید۔ ہمیں برایش کافی است۔

در ۱۹۲۸ء ماہ نومبر در لندن با مہاراجہ  
 کشمیر بودم۔ آن وقت ہزہائی نس مہاراجہ  
 بروہہ۔ مہاراجہ جو دپور۔ مہاراجہ پتیالہ۔ مہاراجہ  
 دولپور۔ جام صاحب نواں نگر۔ سر آغا خان مرحوم  
 نیز دران جا مقیم بودند۔ مطابق سالہائے  
 گذشتہ۔ بیا دگار مقتولان جنگ ۱۹۱۴ء

بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء دو دقیقہ فوج یک جا  
جمع شدہ۔ و ہنرمیچٹی بادشاہ انگلستان  
کہ کنگ جارج پنجم بود تشریف آورہ۔  
رسم سلامی ادا مے شد۔ وہمہ دو دقیقہ  
خاموشی ایستادہ مے شدند۔

بنام مہاراجگان ہند کہ در لندن مقیم بودند  
حکم آمد کہ باید درین تقریب حاضر باشند۔  
فہرست درجہ ایستادہ شدن شان بہ ہر  
یک رسید کہ بطرف دست راست بادشاہ  
اول مہاراجہ برودہ و بعدش مہاراجہ کشمیر  
و مہاراجہ پٹیالہ و مہاراجہ جو دپور و جام صاحب  
نوان نگر و مہارانا مے دول پور و سر آغا خان  
و غیرہ مہاراجہ جو دپور کہ نوجوان بود۔ فہرست  
را دیدہ ملتری سکتر خود کرنل پرتھی سنگ را  
بہ واسطہ وزارت ہند کہ در انگلستان مے بود۔

فرستاد کہ درجہ من در دربار ہمیشہ از مہاراجہ  
پتیالہ بلند تر است۔ این تبدیلی چہگونہ بہ وقوع  
رسید۔ من سلامی ۱۹ ضرب توپ دارم و  
مہاراجہ پتیالہ شانزدہ۔ جواب یافت کہ چونکہ  
مہاراجہ پتیالہ بہ منصب جرنیلی فائز است۔ و شما  
ہنوز تازہ مہاراجہ شدہ اید۔ ویج درجہ فوجی نہ دارید  
و این پرید فوجی است او بلندتر از شما ایستادہ  
مے شود۔ مگر جواب فرستاد کہ مہاراجہ کشمیر کہ  
فوجان است و حالا مہاراجہ شدہ بہ منصب  
جرنیلی فائز است اورا از مہاراجہ پتیالہ چہرا بلند  
تر مقام دادہ شدہ۔ باید مرا از مہاراجہ پتیالہ بالاتر  
جائے دادہ شود۔ ورنہ درین تقریب شرکت نہ  
مے کنم۔ کسے این احتجاج اورا۔ درخور اعتنائہ نہنداشت  
طبری سکتارش نزد مہاراجہ کشمیر آمد کہ شما دوست  
مہاراج ہستید اورا بفہانید کہ یک مصیبت برایش

وارو نشود۔ مہاراجہ کشمیر و جملہ مہاراجگان موجودہ۔  
 بغیر از مہاراجہ پتیالہ و سر آغا جان بہ ہوتل کہ در  
 او مقیم بود نزدش رفتند۔ من نیز بہ حیث مصاحب  
 مہاراجہ کشمیر رفتم۔ ہر چند فہم اند نہ کم تر شنید۔  
 و قبولش نہ کرد۔ گفت آن درجہ کہ آباؤ اجداد من  
 حاصل کردہ من نئے خواہم کہ نالائق شدہ اورا  
 از دست بدہم۔ ہرچہ بادا باد۔ برائے نگہداشت  
 عزت اجداد و قوم خود بہ ہرچہ برسد تیار ہستم  
 مرا کہ قتل نہ مے کنند۔ البتہ مرا از مسند  
 ریاست پائین کردہ پیرم را بہ جائے من  
 مے نشانند۔ فرق نہ مے کنند چنانچہ دران  
 تقریب شرکت نہ ورزید۔ از دائرۂ وزارت  
 ہند برائے او حکم رسید کہ ہنگامیکہ بہ ہندوستان  
 برسی۔ اول بخد مت وائسرائے در دہلی حضور  
 بہم برسائی کہ برایت چہ حکم مے دید۔ وقتیکہ

بہ دہلی رسید نزد لارڈ ارون وائسرائے ہند حاضر  
 شد۔ پُرسید۔ چہرا این حرکت کردی و بہ دربار  
 پادشاہ حاضر نہ شری بہ آنچہ بامہاراجگان  
 بہ لندن گفتہ بود بہ وائسرائے تکرار نمود۔  
 وائسرائے گفت۔ تو نو عمر ہستی این طور مناسبت  
 نہ بود حالا بہ ملک و ریاست خود برو۔ آئینہ  
 این جور حرکت نہ کنی۔ وقت گذشت۔ عزت  
 خود را برقرار ماند۔

این صفت در قوم راجپوت کہ نسلش  
 مخلوط نہ شدہ و در قوم افغان کہ خون صاف  
 افغانی داشتہ باشد بارہا دیدہ شدہ کہ  
 برائے عزت خود از ہر چہ مے گذرند۔ بگفتہ  
 اہل دل۔

بے تامل مے توان طے کرد صد دریائے خون  
 بیک نتوان از سربیک قطرہ آبِ روگذشت

وائے بر اشخاص ابن الوقت کہ چا پلوسی  
خوشامد و بے عزتی را - عزت مے دانند - بگفتہ  
حضرت بیدلؒ :-

در طبع طبع خسیسکہ تفاخر دارد

آبرو را عرق سے تصور دارد

من یک این چنین شخصے را دیدہ ام کہ خوشامد  
را بجائے رسانیدہ کہ حاکم با اقتدار وقت را  
خدا گفتم کہ فلان حاکم بر من مہربان است و خدا  
من ہست - و قہتیکہ خدایش از تحت سرنگون  
شد بہ تلاش دیگر خدا دوان و سرگردان برآمد  
تا کہ دیگر کسے را پیدا کردہ و خدا خدایش گفتم  
برائے اجرائے مطلب خود اورا فریب بدہد - زین  
چنین بد زندگانف مردہ بہ شعر

روزم تو الہی بر فروز و شہم را تو نور وہ

این کار تست کار مہ و آفتاب نیست

# سند استاد

در عهد اورنگ زیب شہنشاہ سلطنت مغلیہ  
ہند یک شاعر ہندوئے بود بھان چند نام و برہمن  
تخلص در زبان فارسی اشعار نغمہ سرو  
و صاحب دیوان ہم بود۔

روزے یکے از ندیمان شہنشاہ کہ معاند  
برہمن بودہ این شعر اورا بحضور بادشاہ  
قرأت نمود۔

مراد لیت بہ کفر آشنا کہ چندین بار بہ کعبہ بردم و بازش برہمن اور دم  
شہنشاہ اورنگ زیب از استماع این شعر و غضب  
آمدہ گفت این کلمات کفر است۔ باید گویندہ این شعر را  
کہ کافر است بہ قتل رسانیدہ شود۔ نعمت خان دست بستہ  
عرض نمود کہ سلطان عالم! شاعر مذکور در تبع حضرت شیخ  
صلح الدین سعدی شیرازی این شعر را سرودہ شہنشاہ



فرمود۔ چگونہ ! عرض کرد کہ حضرت شیخ مے گوید :-  
 خرمیسی اگر بہ مکہ رود نہ چون بیاید ہنوز خرباشد  
 شہنشاہ را خندہ گرفت۔ امر نمود کہ شاعر معاف است  
 نہ ہمیں بلکہ انعام و اکرام ہم براہ بیفزود۔  
 گویند کہ اورنگ زیب بہ شعر و نغمہ چندان تامل نہ داشت  
 روزے طائفہ از ارباب موسیقی یک جمعیتہ را فراہم کردہ یکس جنازہ  
 را ترتیب دادہ۔ ہا ساز و سرود دہاؤ ہوئے بسیار از زیرہ  
 شہنشاہ اورنگ زیب گذشتانند چون این آوازہ  
 ہنگامہ بہ سمع مبارک ہمالیونی رسید۔ پرسید این چو شور و غوغا  
 عرض کردند ارباب نشاط جنازہ موسیقی را برداشتہ  
 جانب گورستان مے برند۔

جہان پناہ والست کہ مقصد شان چیست فرمود  
 بہ این ہا بگوئید کہ این میت را چنان دفن کنند۔  
 کہ امکان بیرون بر آمدنش باقی نہ ماند۔

# الْغَيْبُ عَنِ اللَّهِ

کتابت کتاب ہذا بہ اختتام رسیدہ بود کہ در  
روزنامہ شہباز پشاور مورخہ ۱۶ ماہ فروری ۱۹۵۹ء  
یک خبر از نظم گذشت کہ در زیر سرزمین پشاور  
یک پارہ عظیم سنگ واقع است و این سنگ  
گران بین کوہ ہائے کہ گرداگرد پشاور واقع  
اند بند ماندہ - منبع تمام چشمہ ہائے سرزمین  
پشاور و نواح آن ہیں سنگ است - اگر خدا نہ  
کردہ این سنگ شق شود از تحت آن - این قدر  
آب خواہد بر آمد کہ تمام وادی پشاور بصورت  
یک تالاب محیط مبادل خواہد شد -

بہ ہمیں طور - یک بار در یک روز نامہ کشمیر  
موسوم بہ "مارتنڈ" نیز یک پیشین گوئی شائع شدہ

بود که مردم کثیرے را از اہالیان کشمیر کہ ضعیف  
 الاعتقاد بودند گمراہ کردہ در طول و عرض ریاست  
 یک طوفان بد تمیزی را برپا کردہ بود۔ حالانکہ عقل  
 بشری این سخن را باور کردہ نہ مے تواند کہ فردا چہ  
 خواہد شد ؟

سر غیبی کس نہ مے داند بجز پروردگار  
 گر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار  
 آن خبر این بود کہ کوہ تخت سلیمان کہ بر  
 کنار تالاب دل واقع است۔ عنقریب از  
 سبب مادہ آتش فشان پارہ پارہ شدہ در  
 تالاب دل خواہد افتاد۔ و آب دل محیط گشتہ  
 سرینگر را چون طوفان فوج غرق خواہد کرد۔ از  
 استماع این افواہ۔ ہزاران سیاحان کہ بغرض  
 سیر و تفریح در کشمیر آمدہ بودند بتلائے خوف  
 و ہراس گشتہ بہ گریختن آغاز نمودند کرایہ موٹر ہا

که صد روپیہ بود بہ پنج و شش صد روپیہ رسید  
حتی کہ در موعده چند روز وادی کشمیر از سیاحان  
تہی شد۔

چون این خبر بہ حکومت رسید  
و مشائرا الیہ از ماریہ اخبار "مارتند" پرسش  
و تفحص نمود او گفت کہ من بتاریخ یکم اپریل  
این خبر را شائع کردہ عوام را "اپریل فول"  
ساختہ بودم۔ سبحان اللہ  
مارا بہ مرگ وادی و گفتی ادائے ماست  
بہ ہمیں طور روز نامہ شہباز یک خبر بے  
حقیقت را شائع کردہ در عوام دہشت و  
ہراس را تولید نمود۔

---

# نگہداشتِ حافظِ حقیقی

اگر تیغِ عالم بجنبد ز جائے  
 نہ بُردِ رگے تمانہ گوید خدائے

بارہا آزمودہ شدہ کہ کسے را کہ حافظِ حقیقی  
 نگہبانش باشد از ہمہ تہلکہ ہا و زحمت ہا محفوظ

مے باشد۔ بشرطیکہ انسان صرف ہمان ذات  
 باری تعالیٰ را کہ کسے اورا بہ اسم اللہ موسوم

مے کند و کسے بنام گا و ہر ماتما و غیرہ موسوم مے سازد کارزارِ حقیقی خود پند  
 در حیرتم کہ دشمنی کفر و دین چراست؟

از یک چراغِ کعبہ و بتخانہ روشن است

ہرگونہ استمداد و اعانت از ہمان خدائے واحد  
 و یکتا طلب کند۔ ہمان یک ذاتِ بے نیاز را بشاید

و سوائے او ہیچ کسے یا ہیچ چیزے را نہ پستند۔

گفتگوئے کفر و دین آخر بہ یک جاے رسد  
 خواب یک خواب است باشد مختلف تعبیر ہا  
 این چنین شخص نہ در دنیا محتاج و گرسنہ و بے نوائے  
 ماند و نہ در عقبی عقوبت و شرمندگی مے بیند۔  
 بقولہ تعالیٰ :-

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
 ترجمہ :- یاد دارید کہ کسانے کہ صرف با خدائے کار  
 ساز تعلق خود را قائم مے کنند ایشان در زمرہ  
 اولیائے خدا داخل مے شوند کہ برائے شان  
 نہ درین دنیا خوف و ہراس است - و نہ در عقبی -  
 عذاب و حزن و پریشانی بقول حضرت شیخ  
 مصلح الدین سعدی شیرازی مے

ابرو باد و مہ و خورشید و فلک در کارند  
 تا تو نانے بہ کف آری و بہ غفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار  
 شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرمان نہبری  
 درین صورت عقل سلیم این امر را تسلیم نہ  
 مے کند کہ این چنین بشر گر سنہ و محتاج و بے  
 نوا بماند۔ بقول حضرت بیادل :-

بہ عقل نازی حکیم تا کے  
 بہ فکر ت این رہ نہ مے شود طے  
 بہ کنہ ذاتش خرو برد پے  
 اگر رسد خس بہ فقر دریا

نمخلہ ہزارہا واقعات کہ بر خود من گذشتہ  
 واقعات را بطور مشت از نمونہ خردار ہدیہ  
 ناظرین مے کنم :-

طفل پنج سالہ بودم اتالیقہ من کہ اورا نہ مے  
 گفتم یک روز مراد شہر کابل بخانہ خواہر خود برد۔  
 موسم سرما بود۔ خانہ ہمیشہ اش سنگ دار

بود. اہل خانہ بالائے بام در آفتاب نشسته بودند.  
 یک طفل ہم عمر من بالائے سقف خانہ با من  
 بہ بازی کردن مشغول بود. یک چرخہ شکستہ نوازش  
 کندہ شدہ بود. یک سر نوار را من گرفتہ بودم و  
 سر دیگرش در دست رفیقم بود. من جانب  
 عقب روان شدم و از منگ بام بنریہ افتادم  
 کہ وہ فیت بلندی داشت پائین یک خانم دیوانہ  
 با موہائے ژولیدہ درخت ہائے دریدہ نشسته  
 بود. ہمان کہ من افتادم برخواستہ و دندان ہائے  
 خود را جویدہ. طرف من روان شد. و بہ نگاہ قہر  
 بہ سویم نظر کرد. در این وقت اتالیقہ من و ہمیشہ  
 اش و یک دو خانم. دیگر از زینہ ہائے بام روان  
 دیوان برسیدند و مرا برداشتہ بالا بردند. بہ وجود  
 من بیچگونہ تکلیف صدمہ یار و وارونہ شدہ بود. با وجود  
 این رخت ہائے مرا کہ بہ خاک آلودہ شدہ بودند.



مکان دادند و مطابق رواج ملک قدری آردو به  
 همان زن دیوانه دادند و یک خانم جت را طلب  
 نموده از پشت من خون کشیدند - البته آن عمل مرا  
 خیلی زحمت و درد داد - اتالیقه به من گفت خبردار -  
 ذکر این واقعه را - به والدۀ خود نه کنی - من از اتالیقه  
 ترس داشتم که اکثر مرا تنبیألت بهم می کرد - ازین  
 سبب خاموش ماندم و اهل خانه خود را ازین واقعه  
 آگاه نه کردم -

دویم - در عمر جوانی در یک قریه کوهستانی وقت  
 شب به غلطی از بام افتادم - زیر بام سنگ ها  
 بهم بود - لکن نگاه دار حقیقی نگهبان من بوده - بیچ  
 زحمت یا صدمه به من نه رسید -

سوم - در سنه ۱۲۰۰ که من جوان بودم در خانه یک  
 رفیق خود پرمانند در کمره اش نشسته اکل و شرب

مے کر دیم۔ بعد از فراغت طعام ہنگام دہ بجہ شب  
 میزبان برخواستہ۔ بہ یک طرف کمرہ ہمراہ کسے  
 بہ حرف زدن مصروف شد۔ من روانہ شدہ و دروازہ  
 غلط کمرہ کشادہ در یک دستم سگریٹ رو بہ طرف  
 میزبان عقب گشتانہ۔ خدا حافظ گفتم۔ و از دروازہ  
 پائے بیرون نہادم و بہ صحن حویلی کہ یازدہ فیت  
 پائین بود۔ افتادم۔ آواز استخوانہائے بدن گج  
 حج راشنیدم۔ میزبان سراسیمہ شدہ بہمراے  
 ملازم خود از راہ زمینہ نزوم رسید۔ مرا استادہ کرد۔  
 چند قدم بہ این طرف و آن طرف گشت کردم۔ زود  
 تر یک گلاس براندی آور دند نوشیدم۔ و در گلاب  
 خود سوار شدہ۔ بہ خانہ خود رسیدم۔ اطاق خوابم  
 بہ سوکم سقف بود۔ بالا رفتہ لباس شب خوابی  
 را پوشیدم۔ و بہ بستر افتادم۔ عادت دارم کہ  
 شب در اطاق تنہا مے خوابم۔ آن شب بہ

خسرو خان ملازم خود گفتم۔ کہ تو ہم در کمرہ بر قالین  
خواب کن۔ او حیران کہ چہ را؟

شب گاہے بیدار و گاہے بہ خواب مے  
رفتہ۔ در خواب ہمان واقعہ افتادہ بہ قسم قسم  
صورت ہا رو بروئے نظر مے آمد۔ ہنگام صبح  
بدنم کابل و اعصابم خفیف درد داشت۔ و  
قدرے تب ہم بود۔ و اکثر عطا محمد خان را طلبیدم۔  
ویدیچ خراش در اعضائیم وارد نہ شدہ بود۔ گولئی  
کونین و اسپروداد۔ و در سینہ و قبرغہ ہایم پلاستر  
چسپاند۔ گفتم چہ ضرور گفت احتیاط لازم است۔  
بعد دو سہ روز پلاستر را دور کرد۔

واقعہ کہ خرس جنگلی حملہ کرد۔ و وہاں ہر دوئے  
ما حریفان بہ فاصلہ یک فٹ با ہم پیوستہ شد۔ اگر  
خرس یک چنگال برویم مے زد۔ چشم و رویم پارہ  
مے شد۔ اگر زندہ ہم مے ماندہ۔ امروز بہ شکل دیگر

مے بودم۔ لیکن حفاظت گر محافظ من شد۔ و من  
 مامون و مصون بماندم۔ تفصیل این واقعہ در کتاب  
 نور کہستان درج است۔ علاوہ انہیں بارہا از  
 اسپ، بائیکل و بگی وغیرہ افتادہ ام۔ اگر تفصیل  
 ہمہ این بارہا بنویسم۔ طول مے کشد۔ چونکہ نگہبان  
 حقیقی محافظ من بودہ۔ تا امروز زندہ و سلامت۔  
 و بہ خیریت ہستم۔

اے خدا قربان احسانت شوم  
 این چہ احسان است قربانت شوم  
 دو سال مے شود۔ کہ بسیار بد اقامدم۔ باید کہ  
 اعضا یم مے شکست۔ لاکن فقط در کرم ضرب  
 رسید۔ کہ نہ پنجرہ کمر و نہ قبرغہ با شکستند۔ چند ماہ  
 درو بود۔ آن ہم بفضل خدا آہستہ آہستہ کم شدہ۔  
 و حالا بکلی صحت مند شدہ ام۔

# یک واقعہ قدیم

یک واقعہ قدیم ہم بیاد مآلودہ کہ سن را برائے  
تفریح و تفسن طبع ناظرین باتمکین در معرض بیان مے  
آورم ۔

در سال ۱۹۰۴ء میلادی کہ در کوہ شملہ بودم ۔  
یک روز مہمان بودم در منزل سردار محمد اسماعیل خان  
سفیر حکومت افغانستان مقیم در بارہ وائسرائے  
ہند۔ درین اثنا خان بہادر مولا بخش خان اتاشی  
وزارت خارجہ ہند رکہ بعد با بہ خطاب ثوابی ہم  
رسیدہ بود) نیز رسید۔ سردار صاحب موصوف  
۔ ۔ ۔ با اتاشی مذکور در یک اطاق دیگر تنہا  
شدند۔ بعد از چند دقیقہ اتاشی صاحب واپس  
رفت و سردار صاحب موصوف یک لفافہ در  
دست گرفتہ بجائے خود نشست ۔ و سرکاتب

خود عبدالواحد خان را طلب کرد و لفافه را به او داد و فرمود که یک عریضه به خدمت اعلیحضرت امیر صاحب حبیب اللہ خان بنویس که اتاشی وزارت خارجه ہند یک دعوت نامہ از طرف وائسرائے ہند آورد کہ اعلیحضرت برائے چار ماہ بہ حیث مہمان دولتی حکومت انگلیس بفرض سیر و سیاحت ہندوستان تشریف بیا رید۔ این عریضہ را بدست ہر کس کہ شخص موزون و مناسب باشد زود تر بہ کابل بفرست تاکہ بزودی بجنور اعلیحضرت تقدیم شدہ جوابش بیا یڈ۔ تا سرشتہ و انتظام آن را بوجہ حسن بتوانیم کرد۔

در سال ۱۹۰۴ میلادی اعلیحضرت با مصاحبین و اشخاص مخصوص دربار و یک رسالہ مخقر شاهی و خدمتگاران خاصہ از کابل - جانب پشاور

غزیمیت فرمودند.

در کابل من جانب حکومت انگلیس.  
افتخار الدین خان سفیر مقرر بود. مشارالیه نیز  
همرکاب امیر صاحب بود. سردار محمد اسمعیل خان سفیر  
افغانستان به پشاور رسیده برائے پیشوائی اعلیٰ حضرت جانب  
جلال آباد رفت. امیر صاحب از جلال آباد گذشته بود که سفیر  
موصوف شرف دست بوسی را حاصل کرد  
و عرض نمود که اعلیٰ حضرت تا امروز به نگاه حکومت  
انگلیس ہزہائی نس شناختہ میشوند. حالایک  
موقع خوبے بدست آمدہ کہ من واپس بہ پشاور  
مے روم و شمارنتار موکب ملوکانہ خود را.  
آہستہ بکنیر من بہ نمایندہ حکومت انگلیس.  
مے گویم کہ مانند اعلیٰ حضرت امیر صاحب افغانستان  
چند مہاراجگان و نوابان دیگر ہم در دربار آگرہ بہ  
حیث مہان حکومتی دولت انگلیس شرکت

مے درزند۔ ورین دربار اگر اعلیٰ حضرت امیر صاحب  
 موصوف بادگیر مہاراجگان و نوابان ہند برابر  
 بنشین۔ یا بالا تر این را حکومت و ملت افغانستان  
 بے حرمتی خود و شاہ خود مے پندارند۔ امیر  
 صاحب را کہ یک پادشاہ خود مختار و دارائے  
 یک سلطنت آزاد است اگر حکومت انگلیس  
 بہ حیث ہرمیجٹی کہ شایان شان یک  
 پادشاہ مے باشد۔ بشناسد۔ امیر صاحب  
 تشریف مے آورند۔ ورنہ واپس عازم  
 کابل مے شوند۔

حکومت انگلیس بہ ہیچگونہ وادار این  
 امر نہ خواہد شد کہ شما واپس بر وید۔ واد  
 در دنیا بدنام شدہ افغانستان را دشمن  
 خود بازو۔ لہذا حکومت مذکورہ این امر را  
 قبول مے کند و شما پادشاہ خود مختار



افغانستان ۾ شويڊ - امير صاحب اين تجويز  
 سيفر موصوف را شرف پذيرائي عطا نموده -  
 اورا اجازت داد که واپس به پشاور برود -  
 سيفر با سرهیر لڙدين چيف کمشنر پشاور مذاکره  
 کرده و او به واسطهٔ تیلیگراف با ولسرائے  
 و ازان جا به لندن گفتگو شد - انگلیس مجبور شد  
 خواہش امير صاحب را قبول کرد - به یک شرط  
 کہ حکومت انگلیس موصوف را به حیث ہنز  
 میجسٲی ۾ شناسد - اما بدستور سابق باید  
 کہ با سلاطین دیگر دنیا براہ راست تعلق نہ  
 داشته باشند - این شرط را امير صاحب  
 قبول کرد -

دانیان افغان از انگلیس با ہم در دہلوی  
 بالاتر و اغراض و مقاصد خود را پورہ ۾ کنند  
 در سال ۱۹۰۷ میلادی امير صاحب وارو پشاور

و در همان خانه پشاور که حالا بنام لیدی گرفته هائی  
 سکول مدرسه طالبات است فروکش  
 شدند. سرهزری میک مونا و سرهزری  
 و اب مهران دار مقرر شد. نماز جمعه در مسجد  
 مهابت خان در اقتداء و امامت امیر صاحب  
 ادا شد. بعد از دو روزه قیام. امیر صاحب  
 عازم آگره شدند. در آگره ویرائے هند و  
 دیگر عالی منصفان ملکی و عسکری انگلیس در بر سر  
 پذیرائی شان را کرده مراسم اسلامی و قواعد  
 عسکری و مهران نوازی و هر قسم تفریح و غیره را  
 بجا آوردند. از آگره امیر صاحب جانب کلکته و  
 بامبی و غیره روانه شدند. در گوالیار مهران مهابه  
 بوده شکار شیر را کردند در علیگر کالج را ملاحظه و  
 اظهار خوشنودی فرموده یک رقم برای امداد  
 کالج عطا فرمودند نیز سالانه رقم امداد هم مقرر کردند.

در بامی حکومت انگلیس اطلاع داد که در یک  
 روز معین امیر صاحب بحیث مہمان دولتی ہر چیز  
 را کہ خواہش دارد بخرد۔ حکومت پول قیمت آن  
 را ادا خواہد کرد۔ اغلب کہ امیر صاحب در آن روز  
 بیخ خریداری نہ کردند۔ در مملکتہ سفیر افغانی امیر صاحب  
 را در منزل خود دعوت دادہ عرض کرد کہ گوہر جان  
 رقصہ معروف کابل خیلے خوش گلو و خوش نواست۔  
 اگر حکم باشد بحضور اعلیحضرت سازد سروو آغاز  
 کند امیر صاحب فرمود کہ شب دیر شدہ تا بیاید  
 یک عرصہ بکار دادد سفیر صاحب رقصہ مذکور  
 را پیشتر در منزل خود خواستہ بود۔ عرض کرد  
 بہ ود دقیقہ حاضر می شود امیر صاحب فرمود  
 کہ ضرورت نیست۔ بار دیگر سفیر صاحب عرض  
 کرد کہ از اہل مجلس استصواب رائے کردہ شود  
 کثرت رائے بہ طرف خواہش سفیر صاحب

بود امیر صاحب فرمود کہ پادشاہ دارائے یازدہ  
 رائے مے باشد باوجود آن کثرت رائے طرف  
 سفیر صاحب بود۔ امیر صاحب بہ بہانہ تشنات  
 برخواستہ رفت و ازان جا پائین شدہ و در  
 موتر خود نشستہ عازم گورنمنٹ ہاؤس شد۔  
 باقی مصاحبان و اہل مجلس نشستہ از لطف رقص  
 و سرود گوہر جان محفوظ شدند۔

در دوران این سیاحت معاندان و بدخواہان  
 سعی کردہ امیر صاحب را از سردار محمد اسمعیل خان  
 بدظن کردہ رنجاندند۔ بقول شاعر:-

چونیک بخت شہی غافل از حسود مباحث  
 کہ خار دیدہ بد بخت نیک بختا منند۔

نیز بر سخن و صورت کو دکان و مہربان بادشاہان  
 اعتبار نہ باید کرد کہ آن بہ سائے تغیر یابد و این بہ  
 خیالے۔

ہنگام واپسی از ہندوستان امیر صاحب  
 در پشاور بہ سفیر صاحب امر فرمود کہ ہمراہ ما کابل  
 برو۔ سفیر دانا دانست اگر بہ کابل برو د خیریت نیست  
 عرض کرد یک دانہ الماس نایاب از تاج علیحضرت  
 شاہ شجاع شہید بدست شجاع الدولہ افتادہ  
 بود۔ حالاً در تعرف نواسہ اش دختر امین الدولہ  
 موجود است برائے من نوشتہ کہ این گوہر نایاب  
 را بحضور پادشاہ افغان تقدیم مے کنم۔ اگر خواہش  
 علیحضرت باشد بندہ امر تر رفتہ و آن الماس  
 را گرفتہ عقب علیحضرت کابل مے رسم۔ شوق  
 الماس امیر صاحب را فریفتہ کرد و فرمود ضرور  
 برو و زود تر الماس را گرفتہ۔ در جلال آباد  
 بحضور ما برس۔ امیر صاحب ہمراہ قافلہ خود از خیبر  
 گذشت و سفیر باتدبیر از جمرو د بہ پشاور رسیدہ  
 در خانہ ماما خیل خود قاضی ہائے پشاور داخل شدہ

بر بستر راحت مصروف خورد و نوش شد۔ و  
 بعد از چند روز از پشاور روانہ شدہ در دہلی  
 بہ سفارت خانہ خود مشغول کار خود گردید۔ عریضہ  
 بحضور اعلیٰ حضرت فرستاد۔ کہ الماس مذکور  
 بزودی حاصل نہ شد۔ کوشش دارم۔ مالکہ  
 مذکور مفت نہ مے دہد و قیمت مے خواہد۔ دوسہ  
 ماہ در این خط و کتابت صرف شد تا کہ امیر صاحب  
 فہمید کہ این ہمہ بہانہ بود۔ از سفارت معزول  
 شد۔ و بہ جایش سردار عبدالعزیز خان سفیر مقرر  
 گردید آمدہ چارج گرفت۔ سابقہ سفیر کہ خیلے پول  
 پیدا کردہ بود۔ در ہندوستان۔ گاہے در  
 کشمیر و گاہے در کوئٹہ قیام مے کرد و یک  
 بنگلہ خوب در کوئٹہ تعمیر کرد۔

---

# حشّ مِیّت در ملک ما

یک شخص محترم در ہمیں روزِ انتقال فرمود - از  
 وقتیکہ جان بجان آفرین سپرد تنگ و دو برائے خورو  
 و نوش شروع شدہ فرزندان با اقتدار دارو -  
 دولت دارد - پسرانش موتر و ملازم ہا وارند -  
 ہر طرف برائے تلاش گوشت - روغن - مصالحہ  
 خواجہ قباب و دسترخوان و غوری ہائے پلاؤ  
 خوری و ظروف قورمہ و سبزی و حلوا و فیرنی و  
 مربا و آچار و سگریٹ و پان و گراکو مردمان  
 روان شدند - جنازہ برداشتہ طرف قبرستان  
 روان و آشپز ہا مصروف طعام پزی شدند -  
 سہ روز و شب این میلہ جاری بودہ از درون  
 غمانہ یک خانم معمر برآمدہ آواز دے کشد کہ گراکو

و پان ختم شدہ دیگرے گوید طفل چار سالہ مہمان  
 تپ کردہ و اکثر بیارید سویم مے گوید بچہ ہائے  
 مہمان ہاگر سنہ شدہ اند زود طعام بفرستی۔  
 برائے وارث میت این لازم کہ تمیل احکام  
 مہمانان ہا را بکند ورنہ در قوم بدنام مے شود۔  
 وارث ہائے متول مرحوم کہ ہرچہ دارند این  
 خواہش ہائے مہمانان مفت خود را مے تواند  
 پورہ کنند وائے بر حال وارث میت غریب  
 کہ قبل از وفات پدر یا مورث خود خانہ خود  
 را بہ سود رہن نمودہ و قرض گرفتہ این  
 رسومات نا جائز را ادا مے کنند۔

درین رسومات قبیعہ رسم چہلم نیز شامل  
 است کہ مانند دعوت ولیہ در خوشان و اقربا  
 و دیگر متعلقین رقعہ تقسیم مے شود۔ نان خواجہ  
 پختہ مے شود۔ دوست و احباب جمع شدہ ما



محضر مکلف تناول می کنند۔ سبحان اللہ  
 این است اتباع سنت رسول مقبول۔  
 حالا بنج مدت صدر محترم پاکستان عرض  
 می کنم کہ مثلیکہ دیگر بدعت ہائے رائجہ  
 پاکستان مثلاً رشوت ستانی۔ اقربا پروری۔  
 دوست نوازی۔ سیاہ بازاری۔ ذخیرہ اندوزی۔  
 وغیرہ را ازالہ نمودہ مملکت را ازین گوئہ بدعنوانی  
 ہاپاک کردہ اند باید این طرف ہم توجہ مخصوص را  
 مبذول فرمایند۔ گورزان و کمشنران و دیگر  
 افسران را حکم بفرمایند کہ در جلسہ ہا و جرگہ ہا  
 بہ این مضمون ہم نطق کنند و خواص و عوام را  
 بفہمائند کہ این ہمہ ناجائز است۔ اگر کسے  
 توفیق دارد یک رقم قلیل یا کثیر را بہ مدرسہ  
 اسلامی دارالمساکین یا یتیم خانہ بہ دہ۔ یا یک  
 دو طالب العلم را تا اختتام درس او وظیفہ از جیب

خود بدید۔ کار نیک و صواب است۔ تاکہ آن طلبا  
بعد تکمیل تعلیم خود برائے ملک و ملت مفید ثابت  
شوند۔

دوم ہنگامیکہ میت دفن شود۔

دعائے مغفرت خواندہ ہر کسے پے کار و بار  
خود برو نہ کہ برائے طعام خویمی طرف منزل و رثا  
میت۔ باقی سہ روز برائے فاتحہ داری وقت  
مقرر شود۔ دو ساعت صبح و دو ساعت شام۔  
مطابق موسم گرما و سردی مردم برائے فاتحہ در  
خانہ میت بروند۔ کہ وقت خورد و نوش نباشد۔  
چند لحظہ نشستہ و دعا کردہ پس کار خود بروند۔  
دور ثنائے میت را ہم بگذارند کہ بہ کار و بار خود  
بفہمند۔ در این سہ روز رشتہ داران متوفی را باید  
کہ ایشان در خانہ خود طعام پختہ بہ خانہ صاحب  
میت برسانند۔ کہ آن غم دیدہ ہا از زحمت طعام

پہری نجات یا بند۔

ہیں طور خانم باچند دقیقہ نزد وارث میت  
نشستہ و آن راستی دادہ بنجانہ خود بردند۔  
از ہمہ بالاتر در موسم سرما کہ میت شود  
وارث علاوہ از نان روغنی و پراتہ و قیماغ  
چائے و غیرہ باید کہ انتظام بسترہ ہائے بکند  
برائے مہمانان۔ در آخر چند لحاف و جامد و بسترہ  
ہاگم مے شود۔ اکنون از خانہ کسے کہ بسترہ آمدہ  
اگر اورا تاوان دادہ شود یک شرمندگی و اگر  
اوتاوان نہ گیرد یک دل آزاری پیا مے شود۔  
خدائے بزرگ و برتر قوم مارا این توفیق  
ارزانی فرماید کہ ما این بدعات و رسومات  
ناجائز را ترک کردہ دیگر برادران خود را از  
نتایج و عواقب آن آگاہ سازیم۔

---

# یک ضروری گذارش

من در کتاب ہذا راجع بہ غداران وطن ذکر  
چند وزراء زعماء افسران سوء را در معرض  
بیان آورده ام۔ کہ ایشان۔ بر مفاد ملک  
و ملت۔ مفاد شخصی خود را ترجیح دادہ وطن  
عزیز را در ورطہ تباہی و بد حالی گرفتار کردہ اند۔  
مگر ہم درین ضمن۔ ما را نباید خدمات بیغرضانہ  
آن ذوات محترم را فراموش کنیم کہ انیکہ  
در زمان اقتدار خود با آن غداران مملکت  
شامل ناشدہ و امن خود را آلودہ لوث عذر  
و بیوفائی ننمودہ اند۔ مگر آن اشخاص نیک نیز  
درین جماعت بدخلوط شدہ بدنام شدہ اند۔  
مانند آن کہ در جنگل چون آتش مے گیرد۔

خشک و تر یک جا می سوزد۔ آن اشعار  
 اکنون ہم از اعمال سوء خود رجوع نہ کرده اند  
 خدا ما ہمہ را ہدایت نیک عطا کند۔

---

## قطرہ

وجود مردم بد آتشِ فروزان است !

کہ نیک و بد ہمہ را سربس رہی سوزد

نریدہ کہ چو آتش بہ نیستان افتد

فقط نہ خشک۔ کہ با خشک تر بھی سوزد

# کلام اقبال ترجمہ

شاعر شیر پشاورد محمود الحسن کو کتب تبریزی کہ  
 بہ زبان فارسی نیز مہارت تامے راواراست  
 کلام اردوئے علامہ اقبال مرحوم را۔ بہ زبان  
 فارسی ترجمہ کردہ۔ نمونہ کلام موصوف این است:-

فلک با مشعل شمس و قمر گر قرن ہا جوید  
 نخواہد کرد چون اقبال دانائے دگر پیدا  
 ہزاران سال گرید دیدہ ز گس زبے نویدی  
 بصدمشکل شود اندر چمن یک دیدہ ور پیدا  
 اے پردہ کشائے حجلہ راز خودی  
 معمور ز نغمہ ہائے تو۔ ساز خودی  
 در پیکر افشردہ ما خاور یان!  
 روحے بد میدہ ز اعجاز خودی

یک نکته بگویم بتو از قول گرامی  
 یک نکته که زان نکته نکوتر نتوان گفت  
 در دیده معنی نگران حضرت اقبال  
 پیغمبری کرد و پیغمبر نتوان گفت

## قطعه

در ازل تلخایه حسرت بجامم ریختند  
 ساز و برگم سوختند آتش بجامم ریختند  
 لیک با این همه ذلت پذیر طالع  
 کز کرم حسن قبول اندر کلامم ریختند

# تعلیم جدید و مسلمانان و حاضر

تعلیم مرشد بودہ این - اے مسلم شوریدہ سر  
 لازم بود بر رہ روان - در دہر سامان سفر  
 از دور چرخ پرفسون - حال زمانہ شد زبون  
 گشتہ متاع کاسدے جنس شرف نقد و ہنر  
 آن شعلہ کن پر توش ظلمت گریزان بود و بس  
 افسردہ شد و رسیدات چون چشمک برق و شر  
 شیدائی غائب مباحث - دیوانہ موجود شو  
 غالب شدہ بر آستان - معبود عصر حاضر  
 مشکل کہ اندر این چین - سعت تو بار آور شود  
 فرسو و گشتہ دام تو - وان مرغ زیرک تیز پر  
 علم است اندر این زمان - امراض ملت را دوا  
 از بہر خون فاسدے - تعلیم نوک نیستہ



ایمانے رہبر و رسم سودائے علم انداختہ  
 فرض است بر صحرانور و تعمیل فرمانِ خضر  
 لیک اے نگاہ نکتہ کس بخت زبونم را بین  
 رستم کہ خار از پاکشتم محل نہان شد از نظر  
 یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ را ہم دور شد

## مے خانہ اقبال

مان بدہ باز بہمان بادہ و جاک آساقی پیکر شود بہرام آن قمر مقام آساقی  
 اندکے باد بہ مینائے غزل بودہ مرا بہ آنکہ در شرب شیخ است حرام آساقی  
 شد ہی ہمیشہ تحقیق رضا نظر آن پیمانہ بس بندہ ملا دام آساقی  
 از میان رفت دم تیغ جگر خوارہ عشق پیکر کف عقل فروماندہ نیام آساقی  
 شب تاریک مرا خصل متہاب بدہ بہرست و ساغر نواہ تمام آساقی  
 ساغر چند ز مے خانہ اقبال بیار  
 تار سد کو کتب دل خستہ بجائے آساقی

# حالات قوم ہزارہ جات افغانستان

در منطقه کوهستان شمالی و جنوبی افغانستان  
 یک قوم غیور و جسور بنام "ہزارہ جات" آباد است۔  
 کہ آباد و اجدادشان در زمانہ ہائے قدیم از منگولیا  
 ترک وطن کرده درین جا سکونت اختیار کرده  
 بودند جو ہر شجاعت و شہامت۔ نیز جس  
 وفا داری منجملہ اوصاف خاصہ این قوم است۔  
 احوال سابقہ این قوم شجاع و جنگجو۔ در  
 اوراق کتب تواریخ مفصل درج است۔ من۔  
 حالات و واقعات دور آخر این را قوم را مجملہ در  
 معرض تحریر مے آورم۔  
 در عہد حکومت اعلیٰ حضرت امیر شیر علی خان

۸۱-۸۴۳ھ پرورش و خبرگیری مخصوص این قوم از طرف حکومت به عمل می آمد در آن زمان رئیس و سردار اعظم این قوم شخصی بود به اسم شیرعلی خان موسوم که نظر به شرافت و نجابت موصوف - اعلیحضرت اورا به خطاب سرداری - و مشایره و عزت سرفراز فرموده بود - مشارالیه نیز با افراد اقوام خود - وفادار صادق اعلیحضرت امیر شیرعلی خان بوده - بعد از وفات امیر مرحوم - این قوم با جانشین او اعلیحضرت امیر محمد یعقوب خان هم اظهار وفاداری نموده - از بیچ گونه دوستداری و جان نثاری دریغ نمی کردند - الفتلابات زمانه امیر موصوف را بدست انگلیس امیر هنر ساخت - و دشمن قوی این خاندان یعنی اعلیحضرت امیر عبدالرحمن خان پادشاه

افغانستان شد.

چونکه خود و قوم سردار شیرعلی خان وفادار  
و طرف دار خاندان اعلیحضرت امیر محمد یعقوب  
خان بوده که دشمن اعلیحضرت امیر عبدالرحمن  
خان به شمار می رفت گرد کدورت و عناد  
بد علیه این قوم در دل اعلیحضرت امیر عبدالرحمن  
خان نشستن امری بود لایذی و فتنه آفرینی.  
چنانچه امیر موصوف بر این قوم شدت و  
سختی فوق العاده را روا داشته - آخر کار  
بقول ه

نه بینی که چون گر به عاجز شود

بر آید به چنگال چشم پلنگ

این قوم تنگ آمده به جنگ آمد - اما در

مقابل افواج قهرمانی اعلیحضرت امیر عبدالرحمن

خان جمعیت این قوم کم اسلحه و بی چاره

تاب و مقاومت نیاورده و شکست خورده  
 اسیر و قتل و خانمان بر باد شدند -  
 کسانی که از استیلائے امیر نجات یافتند -  
 وطن عزیز خود را در ۱۲۸۹ هـ گذاشته در  
 کوهستان بلوچستان پناه گرفتند - و خواهرش  
 سیاسی امیر موصوف پوره شد -

دولت انگلیس مهاجرت این قوم  
 شجاع و جنگ آموزده را برای مصالح  
 سیاسی و دفاعی خود موزون و غنیمت دانسته  
 دست شفقت خود را بر سر ایشان نهاده -  
 پرورش و پرداخت شان را و وظیفه خود  
 شمرد - از جمله جوانان این قوم یک پلتن  
 را ترتیب داده برای شان یک موقعیت  
 مناسبه را فراهم نمود که به آرام و آسائش  
 زندگانی خود را بسر کنند -

اولاد این قوم دارائے تعلیم شده  
 در عسکر دولتی انگلیس و پاکستان به مناصب  
 بلند فائز شدند - چنانچه یک فرد محترم  
 این قوم - سردار محمد موسی خان نواسه  
 سردار شیر علی خان مرحوم امروز سه ساله  
 عساکر پاکستان است -

همچنین در سابق سادات عرب و  
 افغان و مغول با و غیره از خارج آمد  
 در سرزمین هند - پادشاهی با و ریاست  
 با را تشکیل داده اند - مثلاً بجو پال - رام پور -  
 رو هیکند - بجاوول پور - حیدر اباد - کوها رو -  
 پالن پور - راون پور و غیره -



# مچھو پر کاریم یک پاؤر شریعت مستقیم پائے و گیر۔ سیر مفتاد و دولت کند

بتاریخ ۲۲ مئی ۱۹۵۹ء بیانے کہ روبروئے  
ارکان ہدیت قانون سازی واہ ام۔ درج ذیل  
است :-

۱۔ پاکستان یک مملکت عظیم اسلامی است۔  
اسلام تقریباً چاروہ صد سال پیشتر برائے  
پروان خود آئینے را کہ تشکیل واہ۔ ہنام  
"قانون شریعت" موسوم است۔ این قانون  
را کہ یچ تریم و تنیخ را در او گنجائش نماذہ۔  
"قرآن و سنت" مے نامذہ۔ چونکہ ما و شما ہمہ  
مسلمانیم و مملکت پاکستان یک مملکت اسلامی



است۔ لہذا ہیچ قانون نے جز قانون شریعت برائے  
نامفید نیست۔

قانون انگلیس۔ منافی نظریات و مقصیبات  
مسلمانان است۔ ہر آئینہ کہ براساس قانون  
انگلیس مرتب شود۔ نتیجہ آن همان خواهد بود  
کہ بصورت "قرار داد مقاصد" بظہور پیوست۔  
اگر بار دیگر نیز قرآن و سنت را گذاشته آئین  
جدیدے ساخته شود۔ نتیجہ اش همان بود۔  
من جرب الجرب حلت بد الندامہ۔

برعلیہ "قانون شریعت" ہیچ مسلمان۔ اعتراض  
را دار و نمے تواند کرد۔ ہنگام ترتیب آئین برائے  
پاکستان۔ این امر را باید ملحوظ خاطر داشت کہ  
برائے تمام مملکت این چنین آئین مرتب کردہ  
شود۔ کہ عوام برعلیہ او معترض نہ باشند۔ و آن  
آئین ضروریات ملی تمدنی، اقتصادی، دفاعی و

اخلاقی باشندگان ملک را بوجہ احسن سرانجام  
 دهد۔ ورنہ ہر زبان و ہر سخن اجرائے کار را برہم  
 مے زند۔

قرآن مجید حکم اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و  
 اولی الامر منکم را نافذ فرمودہ مارا درس  
 اطاعت خدا۔ اطاعت رسول و اطاعت اولی  
 الامر آموختہ نہ کہ اطاعت صرہا و زیران و  
 اعضائے مجلس شوریٰ خواہ ایشان پیروان  
 مذہب و مشرب غیرہم باشند۔ دین اسلام  
 قانون شریعت را برائے تمام عالم اسلام  
 واجب العمل قرار دادہ۔ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی :-  
 وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ  
 یعنی بغیر اتباع قرآن و سنت پہنچ کس مومن  
 نہ مے تواند شد۔

گرتو مے خواہی مسلمان زیتن : نیست ممکن خبر قرآن زیتن

صحابہ کرام کہ اہل زبان و فہیدہ قرآن یوں نہ  
 تنہا بہ یک شخص یعنی حضرت صدیق اکبر رض  
 حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان ذوالنورین رض یا  
 حضرت مرتضیٰ علی رض وغیرہ بیعت کر دے نہ کہ  
 بہ صدمہ۔

اگر راجع بہ قانون شریعت۔ این گفتہ  
 شود کہ مشارالہ برائے ضروریات و مقتضیات  
 عصر موجودہ مکتفی نیست البتہ صاحب نظران  
 خود خیال بفرما ہند کہ اقوام غیر برما خندہ نہ  
 خواہند کرد ؟

کہ یک طرف مسلمانان این ادعا دارند کہ قانون شریعت  
 اسلام برائے سائر اقوام و ملل گیتی قابل  
 قبول است۔ و طرف دیگر در یک مملکت عظیم  
 اسلامی پاکستان خود شان این قانون  
 را رائج نہ مے کنند۔

حاصل کلام اینکه برائے ماسلمانان -  
 بدون قانون شریعت - دیگر هیچ آئین و  
 قانون قائمہ مندر نیست - اجرائے قانون  
 شریعت را نہ صرف مسلمانان پاکستان  
 بلکہ تمام مسلمانان عالم بہ نظر خوشنودی  
 خواہند دید -

من آنچه شرط بلاغ است باتو می گویم  
 تو خواه از ستم پند گیر خواه بلال

(صاحبزادہ نور محمد شاہ)



# فارسی ترجمہ ساقی نامہ اقبال

(کوکتب تبریزی)

ساغرے چنڑے خانہ اقبال بیار  
تار کوکتب لب تشنہ بکام اسے ساقی

شدہ خمیہ زن - کاروان بہار  
بہشت نظر دامن کوہسار  
زمین از گل و لاله و نسترن  
شدہ روکش پر نیان و پرن  
جہان در تہ پردہ رنگ با  
تپان خون دل در رگ سنگ با  
فضا نیلگوں و ہوا پر سرور

نہ گنجند در آشیان ہا طیور  
 خرامان و رقصان چو طاؤس و مار  
 روان آب سرچشمہ جوئبار  
 گریزان و غلطان و خیزان و مست  
 گہ در ستیز و گہ در شکست  
 گہ در ترخم گہ پر خروش  
 گہ زم سیرد گہ گرم جوش  
 چو پیچ و خم زلف بنگالیان  
 بہ پیچ و خم کوہساران دوان  
 بہ تنہی چو اسیل عزم بید رنگ  
 کند پارہ پارہ دل خارہ سنگ  
 سرت گردم اے ساقی خوش صفا  
 بشنو از لب جو۔ پیام حیات  
 پدہ ساقیا! آن مئے سازگار  
 کہ ایام گل کے رسد بار بار

منے کو فروزد ضمیر حیات  
 منے وجہ سرمستی کائنات  
 منے حامل سوز و ساز ازل  
 کشایندہ قفل راز ازل  
 بیفکن سراپردہ راز را  
 بہ جنگ آر کنج شک و شبہا ز را  
 کہن گشتہ رسم و رہ پاستان  
 شدہ مطرب عصر نو نغمہ خوان  
 چنان فاش گردیدہ راز فرنگ  
 کہ حیران شدہ حقہ باز فرنگ  
 خوشا دور سرمایہ داری گذشت  
 زمانہ بساط کہن در نوشت  
 خلایق ز جور و زیران برست  
 ز بیداد پیران و میران برست

همه در پی جنگ چون زرگران  
 یکے دزد بود و یکے پاسبان  
 زمانه به مهید سکون آرمید  
 بگو زنده بادا ! نظام جدید  
 به افراخت چینی سر از خواب ناز  
 بهاله در چشمه ها کرده باز  
 دل طور سینا و فناران دو نیم  
 به راه تجلی است چشم کلیم  
 سلمان به توحید گرم و خروش  
 مگر دل هنوز است ز نار پوش  
 تمدن، تصوف، شریعت، کلام  
 بتان عجم را سر اسر عام  
 حقیقت شده در خرافات گم  
 که ملت شده در روایات گم  
 دل آویز و رنگین کلام خطیب



ز ذوق طلب خاطرش بلفیض  
 ز منطق بیان هاش پیراسته  
 به نحو و لغت دفتر آراسته  
 همان صوفی صاف روشن ضمیر  
 که بده مایه صدقش اندر خمیر  
 عجم کردش اندر خیالات گم  
 شد این سالک اندر روایات گم  
 نماند آتش عشق در مجمرش  
 به باد فنا رفت خاکسترش  
 بده ساغر وحدت دل پذیر  
 رهانم ز تقلید ملا و پیر  
 ز پیران حبابل بتنگ آدم  
 به شیخان گمره به جنگ آدم

---

